131

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ برائے سال 09-2008 پر عام بحث جاری رہے گی

133

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک،20 - جون 2008

(یوم الجمع،15- جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 12 منٹ پر زیرِ صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡفُلۡكَ لِتَجۡرِىَ فِى ٱلۡبَحۡرِ بِأَمۡرِهِۦۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡأَنۡهَٰرَ o

سورہ ابراہیم آیت32

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیاo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ قاری غلام رسول نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا
ان کے در نے سب سے مستغنی کیا
بے طلب بے خواہش اتنا مل گیا
اے حسن فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخوپورہ کے گاؤں گھنگ میں اشتہاریوں کے ہاتھوں ڈاکٹر کا قتل

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اپنی بات اعلیٰ حکام تک پہنچانے کے لئے اس سے نہ تو کوئی بہتر floor ہے جس کے اوپر میں اپنی بات وزیر اعلیٰ پنجاب تک پہنچا سکوں۔ پچھلے پانچ سالہ tenure میں، میں نے متعدد بار اپنے گاؤں ضلع شیخوپورہ سے جو دو میل کے فاصلے پر ہے، اس میں کرائم کی نشاندہی کی۔ اس وقت بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ تمام پنجاب سے لوگ قتل کرتے ہیں یا مختلف جرائم میں ملوث ہیں تو ضلع شیخوپورہ کا وہ چھوٹا سا گاؤں ان لوگوں کی پناہ گاہ ہے اور اسے علاقہ غیر کہا جاتا ہے۔ وہاں پر ہر وہ غلط کام جو کہیں نہیں ہوتا وہ ضلع شیخوپورہ کے اس گاؤں میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے میرا ایک عزیز جو بغیر کسی وجہ سے انہی اشتہاریوں نے قتل کیا تھا، میں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی تھی لیکن اس وقت چونکہ میری شنوائی نہیں تھی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ اس حد تک بڑھ گئے کہ گیارہ تاریخ کو جس وقت میں خود اس گاؤں میں موجود تھی تو میری first cousin کے داماد کو جو اپنے کلینک پر بیٹھ کر مریضوں کو دیکھ رہا تھا تو دو اشتہاری جن میں سے ایک کا

نام اشفاق تھااور دوسرے کا غالباًناصر تھا،ان کو گولی مار کر چلے گئے کیونکہ میرے ذہن میں نہیں تھا کہ کوئی آدمی اس حد تک ظالم بھی ہو سکتا ہے یاقانون اس حد تک بے بس بھی ہو سکتا ہے کہ ملزموں کی بارہا نشاندہی کرنے کے باوجود ان کو نہیں پکڑا گیا۔

جناب والا! یہ سب اس وقت ہوتا ہے جب پولیس ان ملزموں کی پشت پناہی کرتی ہے، جب تھانے بکتے ہیں، جب نظام بکتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ لوگ جرائم صرف پولیس اسٹیشن کے قریب کرتے ہیں کیونکہ پولیس ان مجرموں کو خود پناہ دیتی ہے۔ یہ مجرموں کو پکڑتی نہیں ہے کیونکہ پولیس ان سے پیسے لیتی ہے۔ اس بات کی گواہ میں اس لئے ہوں کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے جرم نہیں کیا وہ تو جیل کے اندر ہیں اور جو مجرم ہیں وہ اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ ہم نے اس ملزم کو دیکھا ہے تو وہ اس کی ٹانگوں میں گولی مار دیتے ہیں کہ ان ٹانگوں سے چل کر جاؤ گے۔

جناب سپیکر! مغرب کے بعد میرے گاؤں تک جانا اتنا مشکل ہے کیونکہ ہر گاڑی یا سائیکل جو بھی جاتی ہے اس کو لوٹ لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی غلطی سے گاڑی نہ روکے تو اس کو گولی مار کر مار دیا جاتا ہے۔ میں نے بہت دفعہ ایس پی اور ڈی ایس پی سے بات کی لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ مجرم زیادہ بڑے ہیں یا وہاں پر بیٹھے ہوئے اعلیٰ حکام زیادہ بڑے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے عرض کروں گی کہ میں نے سنا تھا اور میں نے دیکھا بھی تھا کہ ان کے وقت میں پولیس کو انہوں نے بہت زیادہ قابو کیا تھا اور ان کے زمانے میں ان اشتہاریوں کو گولی مارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اگر وہ اس دفعہ بھی اسی طریقے سے کام کریں تو بہت ساری ماؤں کے بچے بچ جائیں گے، بہت ساری بہنیں بیوہ ہونے سے بچ جائیں گی اور بہت سے بچے یتیم ہونے سے بچ جائیں گے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے ان ملزموں کو جن کی میں نے نشاندہی کی ہے ان کو گرفتار کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے تو میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ میرا خیال ہے کہ جب میاں محمد شہباز شریف پہلے یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو اس وقت گولی مارنے کا آرڈر نہیں تھا۔ قانون کے مطابق ہی کارروائی کرنے کا آرڈر تھا اور بی بی! ہم چاہیں گے کہ یہ جو بات آپ کر رہی ہیں مجھے یاد ہے کہ پچھلی اسمبلی میں بھی کچھ اسی طرح کے معاملات تھے جو کہ discuss ہوتے رہے ہیں۔ چونکہ

وزیر قانون صاحب بیٹھے نہیں ہیں تو میں کامران مائیکل صاحب سے کہوں گا کہ وہ ذرا اس معاملے کو دیکھیں اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان سے بات کر کے آپ کو بتائیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ میری معزز رکن جو اس معاملے کے حوالے سے grieved ہیں، یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم بالکل ان حکام کے ساتھ بات کریں گے اور ان کو پابند کریں گے کہ وہ ایسے ملزموں کو کٹہرے میں لا سکیں اور جو grieved لوگ ہیں ان کی پوری دادرسی کر سکیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تصحیح کرنے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر یا بیرون ملک پوری دنیا میں کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے کہ پولیس کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ بغیر کسی کو سنے کوئی موقع دیئے بغیر پولیس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ گولی ماردی جائے۔ میاں محمد شہباز شریف کے سابقہ دور میں کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ پولیس نے کسی کو گولی ماری ہو یا پولیس کو کوئی ایسا اختیار دیا گیا ہو۔ میں اسی بات کی تصحیح کرنا چاہتا تھا۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف کی تقرری کا مطالبہ

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! یہ جو ہمارا بجٹ ہے یہ ایک بہت اہم event ہے۔ یہ وہ دن ہوتا ہے جب یہاں سے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مالی سال شروع ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے عوام کی financial تقدیریں یہاں پر decide ہوتی اور بدلتی ہیں۔ اس وقت ہمارا پورا بجٹ جو ہم نے ٹارگٹ کیا ہے وہ غریب عوام کی زندگیاں بدلنے کے لئے ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج اپوزیشن یہاں پر پھر رہی ہے۔ یہ بجٹ، یہ پنجاب صرف ہمارا ٹریژری بنچز کا نہیں ہے یہ اپوزیشن کا بھی ہے کیونکہ ان کو بھی ووٹ ملے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کوئی demands ہیں۔ ان کا ابھی تک لیڈر آف اپوزیشن مقرر نہیں ہوا۔ سنا ہے انہوں نے اپنے ممبران کو show کر دیا ہے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ یہ جو آپ کی کرسی ہے یہ chair of pedantry ہے، یہ chair of chivalry ہے۔ اگر وہ دو step پیچھے جاتے ہیں تو ہمیں دو step آگے جانا چاہیے ان کے ساتھ کیونکہ ہم ٹریژری بنچ والے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ابھی یہ کتنا اہم event ہے جس میں اپوزیشن نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن یہاں پر آئے وہ ہمارے بجٹ کو criticize کرے، وہ جو ہمارے اچھے points ہیں ان کو appreciate کرے جو کہ ہمارے منفی points ہیں ان کو highlight کرے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نورا کشتی ہے جو کہ one sided affair چل رہا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ تاریخ میں یہ آپ کے اوپر ایک دھبہ ہو گا کہ ٹریژری بنچز نے اپوزیشن کو اندر لانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی ڈیوٹی بنتی ہے کہ we ensure کہ ان کا لیڈر آف اپوزیشن جو بھی ہے، جس طریقہ کار کا بھی ہے اس کو فوری طور پر ہم appoint کریں اور جتنا جلدی ہو اپوزیشن کے ممبران یہاں پر آئیں تاکہ وہ اس بجٹ میں حصہ لے سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات بڑی سیدھی سی ہے کہ ہماری کوشش ہے اور ہم ایک جمہوری عمل کے نتیجے میں اس اسمبلی میں آئے ہیں۔ As a custodian of this House ہم لوگ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں لیکن رولز اینڈ پروسیجر سے ہم باہر نہیں آ سکتے۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے سپیکر صاحب چونکہ کچھ وقت کے لئے گورنر بن چکے ہیں اور انہوں نے اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے اور جیسے ہی وہ واپس آئیں گے جہاں سے انہوں نے اس مسئلے کو چھوڑا ہے وہ اس کو آگے لے کر چلیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جمہوری روایات کو اس ہاؤس میں فروغ دیں گے۔ اس طرح نہیں ہو گا جس طرح جب ہم خود اس ہاؤس کے اندر ہوتے تھے اور اپوزیشن کے ممبر ہوتے تھے تو ہمیں اس اسمبلی کے احاطے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ ہم لوگ جتنا facilitate کر سکتے ہیں کر رہے ہیں اور یہ ان کا حق ہے۔ ہم کسی پر کوئی مہربانی نہیں کر رہے یہ ان کا حق ہے۔ جمہوریت میں ہر ایک کو اظہار رائے کا حق ہوتا ہے جس کی یہاں پر پوری آزادی ہے۔ اب میں ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہاؤس کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے باہر جو اپوزیشن کے چند ارکان ہیں جو کہ ابھی نظر آئے ہیں۔آپ باقاعدہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی ایک کمیٹی یہاں سے بھیجیں جو جا کر ان سے دوبارہ بات کرے کیونکہ ان کے مطالبات جیسا کہ ابھی میرے بھائی نے کہا تھا۔کل سپیکر صاحب نے ان کو کھلی offer کی تھی کہ آپ اپنے ممبران پورے کر کے لے آئیں لیکن وہ show نہیں کر سکے۔آپ اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک کمیٹی بنائیں جو ان کو باہر سے بلالائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو صرف اتنا بتاؤں گا کہ اس کے اوپر جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ معاملہ take up ہو چکا ہے اس پر اپوزیشن نے سپیکر چیمبر میں آکر مذاکرات کئے ہیں۔اب ہمیں صرف اتنا خیال کرنا ہے کہ جو مذاکرات چل رہے ہیں چونکہ ان مذاکرات کا میں حصہ نہیں تھا۔ سپیکر صاحب اب گورنر بن چکے ہیں وہ حصہ ہیں۔جیسے ہی وہ آئیں گے وہ ان معاملات کو آگے چلائیں گے اور اگر اس دوران اپوزیشن نے مجھ سے رابطہ کیا تو اس پر جس طرح کے معاملات ہیں وہ ہم لے کر چلیں گے۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو:جناب سپیکر! میں ابھی باہر سے آیا ہوں تو اس وقت تک ہمارے اپوزیشن کے فاضل ممبران میں سے کوئی بھی تشریف ہی نہیں لائے اس لئے اب ان کے نہ آنے کی وجہ سے یہ ساری کارروائی روکی جانی مناسب نہیں ہے۔اگر وہ آئے ہی نہیں ہیں تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں؟

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی وٹو صاحب! ممبران سے میری گزارش ہے کہ بجٹ پر بحث ہے اس پر لسٹ بھی آئی ہوئی ہے۔ہاؤس کی کارروائی آگے بڑھاتے ہوئے اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔تحریک استحقاق نمبر2 محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے۔جی،محترمہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پھر موقع گزر جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حسب حال شعر عرض ہے:۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں ہم سب کے non serious ہونے کے بارے میں آیا ہوا ہے۔ ہم لوگ بجٹ کی بحث نہیں کر رہے ہم دوسری چیزوں پر discuss کر رہے ہیں۔ پورے پنجاب کی نظر ہم پر ہے۔ میرے خیال میں ہمیں بہت ہی seriously بجٹ کو discuss کرنا چاہیے۔ باقی مسائل ہم بعد میں حل کرتے رہیں گے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر آج کے تمام اخبارات میں ایک شہ سرخی کے ساتھ خبر کے بارے میں ہے جس میں جنرل پرویز مشرف سے بیان منسوب ہے کہ پاکستان میں ایک بہت بڑا دہشت گرد جس کے پاس یورپی یونین اور مختلف مغربی ممالک کی اہم تنصیبات کے نقشے تھے وہ پکڑا گیا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ دنیا کی کسی تاریخ میں، میں نے آج تک کسی ملک کے صدر سے منسوب اس طرح کا بیان نہیں پڑھا۔ ہر معاشرے میں دہشت گرد بھی ہوتے ہیں، مجرم بھی ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی نشاندہی کرتا ہے تو کوئی ایس۔ ایچ۔ او کرتا ہے کوئی پولیس آفیسر کرتا ہے، یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ پچھلے آٹھ سال سے ہمارا صدر دہشت گردی کے بیانات دے دے کر اپنی کرسی کی طوالت حاصل کرتا رہا ہے میں اس ایوان سے توقع رکھتا ہوں کہ آج ہم اس پر مذمت کریں اور پرویز مشرف کو ایک پیغام دیں کہ وہ دہشت گردی کا سہارا لے کر اپنی کرسی کو طوالت دینے سے باز آئے اور پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے سے باز آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحریک استحقاق نمبر 2 محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے چونکہ وہ خود ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میں وزیر برائے انسانی حقوق واقلیتی امور سے کہوں گا کہ وہ اس کو دیکھ لیں اور ان کے آنے تک اس کو میں pending کرتا ہوں۔

جناب علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ جناب سپیکر! ریٹائرڈ جنرل مشرف نے جو بیان دیا ہے اس پر میری گزارش ہے کہ اس کو پاگل declare کریں کیونکہ یہ غیر آئینی صدر ہے، اس کو عہدہ صدارت سے فوری طور پر ہٹانے کی ایک قرارداد مذمت پاس کی جائے اور اس کو پاگل خانے میں فوری داخل کروا کر اس کا علاج کروایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قاعدہ 139 پر دلانا چاہتا ہوں کہ جب بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہو تو اس دوران اس مرحلے پر کوئی تحریک پیش نہیں کی جائے گی چونکہ آپ ابھی تحریک کا فرما رہے تھے اس لئے میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: موہل صاحب! اس میں آپ اگر قاعدہ 70-B دیکھیں تو یہاں پر بہت واضح لکھا ہوا ہے کہ تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ معزز ممبران سے درخواست ہے کہ ہمارے اس ہاؤس میں زیادہ تعداد نئے ممبران کی ہے اور ہاؤس کی discussion میں حصہ لینا، rules کو سمجھنا بہت اچھی بات ہے لیکن یہاں پر کوئی بات کرنے سے پہلے وہ پڑھ کر آئیں تو اس میں ہاؤس کا decorum بھی ٹھیک رہتا ہے اور ہم اپنی کارروائی بھی without interruption چلا سکتے ہیں۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال09-2008 پر عام بحث

(----جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: سالانہ بجٹ09-2008 پر عام بحث کا آغاز19-6-2008 کو ہوا تھا اور آج بھی بحث جاری رہے گی۔ پہلے وہ اراکین بحث میں حصہ لیں گے جنہوں نے کل تقریر کرنا تھی لیکن وہ نہ کر سکے۔ میں سب سے پہلے احسان الحق احسن نولاٹیا کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ٹوٹل ریونیو receipts جن کی بنیاد پر ہم نے آنے والے 12 ماہ میں اپنے 8 کروڑ عوام کی ترقی، نظم و نسق و بہتری اور ملک اور صوبے کے حالات کو اعلیٰ نظم وضبط کے لئے خرچ کرنے ہیں ان میں 285-ارب ہمیں مرکز سے ٹرانسفر ہو گا اور صوبائی ریونیو کے اندر تقریباً112-ارب ملے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، اپنے نوجوان جواں فکر وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کسی بھی قوم کے اندر direct taxes اور indirect taxes کے تناسب کے اندر بہتری اچھے بجٹ کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ direct taxes ہمیشہ ایسے لوگوں پر لگائے جاتے ہیں جن کے پاس آمدنی کے اعتبار سے پیسا جب زائد آتا ہے تو ان کو tax net کے اندر لا کر پیسے حاصل کئے جاتے ہیں اور indirect taxes utilities پر لگائے جاتے ہیں جو کہ تمام امیر غریب، صوبے کا ہر وہ فرد جو basic needs کے معاملے کے اندر جو چھوٹی سے چھوٹی چیز کو استعمال کرتے ہیں، اس پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ عملی طور پر پوری دنیا کے اندر اسے اچھا بجٹ سمجھا جاتا ہے جس کے اندر indirect taxes کم سے کم اور direct taxes زیادہ سے زیادہ ہوں جو آمدنی پر لگائے جاتے ہیں۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ گزشتہ حکومتوں کی باقیات اور ان کی چھوڑی ہوئی معاشی بدحالی کی وجہ سے ابھی تک وہ ہماری خواہش direct taxes اور indirect taxes کی ratio کے اندر ہم حاصل نہیں کر سکے لیکن یہ ratio جو آج direct taxes اور indirect taxes کی ہمارے پاس ہے یہ کسی بھی گزشتہ سال کے تناسب کی نسبت بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر! سب سے بہتری کی کوشش یہ کی گئی ہے کہ صوبے کے معاشی معاملات کو بہتری کی طرف لانے کے لئے قرضوں پر انحصار کم سے کم کیا جائے اور بہتری لانے کے لئے صوبے کے ادارے اور صوبے کی capital amounts کو privatize کر کے بھی پیسے حاصل نہ کئے جائیں بلکہ ریونیو کی betterment ہے recovery of revenue کے اندر betterment کے ذریعے سے اپنے اس بجٹ کے حجم کو بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے اور کسی بھی ملک کا بہتر بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں revenue collection کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر! جب ہم گزشتہ بجٹ پر نظر ڈالتے ہیں اور آمدن پر ٹیکس، زرعی آمدن پر ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، آبیانہ، پروفیشنل ٹیکس، صوبائی ٹیکس، ایکسائز، stamp duties, motor vehicle, entertainment tax اور سول ایڈمنسٹریشن ٹیکس یہ چند مدات ہیں جن کا موازنہ میں نے گزشتہ سالوں کے بجٹ میں دیکھا تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے تخمینے جو recovery میں بہتری کی بنیاد پر کرنے کی کوشش کی ہے یہ اس پنجاب کے عوام کا وہ بہتر معاشی نظم وضبط ہے جس کا انحصار قرضوں اور ملک کے اداروں کو بیچنے کی بجائے بہتر recovery پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ حکومت نے پنجاب کی 60 سالہ تاریخ کے اندر پہلی دفعہ یہ ترمیم کی تھی کہ صوبے بین الاقوامی اداروں سے مرکز کے بغیر ڈائریکٹ قرضے لے سکتے ہیں۔ یہ ان کی vision تھی اور اس کے مقابلے میں ہم نے کیا vision دی ہے کہ ہم نے کوشش کرنی ہے کہ گزشتہ 60 سالوں میں پاکستان کے اندر کسی صوبے کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ بین الاقوامی اداروں سے قرض لے، حکومت پاکستان لے سکتی تھی اور یہ گزشتہ تین سالوں میں جب انہوں نے یہ ترمیم کی اور پھر ہمارے صوبے کے ریونیو بجٹ کا یہ حال ہے کہ ہمارا صوبہ اس وقت 304 ارب کا مقروض ہے۔ یوں سمجھیں کہ ہمارے ٹوٹل بجٹ کا 70 فیصد ہم نے ابھی قرضہ واپس کرنا ہے جو بین الاقوامی اور ملکی اداروں کا ہے۔

جناب سپیکر! اس قوم کے ساتھ یہ عجیب مذاق ہے کہ جو لوگ اس صوبے کو یہاں پر چھوڑ کر گئے ہیں انہوں نے ہمارے صوبائی بجٹ کے ٹوٹل حجم کا 70 فیصد سے زیادہ قرضے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ قرض ہم نے ایک سال میں ہی نہیں دینا بلکہ اس کی شرائط کئی سالوں تک

محیط ہیں۔ ہم اس کو اقساط کی صورت میں واپس کریں گے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پنجاب کے اندر پیدا ہونے والا ہر بچہ ایک خاص amount تک جو مرکز کی طرف سے ہے وہ اس کے علاوہ ہے، 304۔ارب کا مقروض ہے۔ اس میں بہتری لانے کے لئے ہماری موجودہ حکومت نے یہ کیا ہے کہ قرضوں پر انحصار کم سے کم اس انداز میں کیا جائے کہ آنے والے چند سالوں تک انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم قرضوں کی شرح اور مقدار کو کم کر کے شاید دس گنا بھی نیچے لے آئیں گے۔

جناب سپیکر! گزشتہ حکومت کا اس قوم کے ساتھ اس سے بڑا اور کیا مذاق ہو سکتا ہے کہ ایک کاشت کار جو 3/2 مربع کا مالک ہو اور وہ گندم خرید کر کھائے جو زراعت سے متعلقہ ضروریات ہیں وہ بھی اگر خرید کر کھائے تو گاؤں کے اندر ایسے کاشتکار کے لئے آپ کو پتا ہے کہ کیا لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ بد قسمتی دیکھئے کہ پچھلے سال 80 فیصد agro based ملک میں 25۔ارب روپے کی گندم باہر سے import کر کے گزشتہ سال کی کمی کو پورا کیا ہے جس کی وجہ سے حکومت نے سپلیمنٹری بجٹ بڑھا کر ساڑھے 44۔ارب تک بڑھایا۔ یہ وہ رقم ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ساڑھے تین سو ارب روپے میں ہم اپنا سال پورا کریں گے اور انہوں نے ساڑھے 44۔ارب روپے زائد خرچ کئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ agro based country اگر 44۔ارب گندم اور چینی جیسے معاملات کو باہر سے لے کر پورا کرے تو یقین کریں کہ دل کو انتہا درجہ کا دکھ ہوتا ہے اور مجھے سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب واہگہ بارڈر پر ہمارے لاہور کی طرف سے لوگ ایسی چیز لیزر ٹائپ جدید مشینری انڈیا کو دے رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم امرتسر کی طرف دیکھتے ہیں تو 70 ٹرک کھڑے ہوتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ہمیں انڈیا سے پیاز منگوانا پڑتا ہے، ٹماٹر ہم انڈیا سے لے کر آ رہے ہوتے ہیں۔ 44۔ارب روپے کے سپلیمنٹری بجٹ میں انہوں نے "متفرق" میں 2۔ارب روپے لگائے اور پھر متفرق ڈیپارٹمنٹ کی طرف اس کو اڑھائی ارب روپے تک لے گئے۔ law and order کی پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کا اگر کسی پر انتہائی شفقت اور رحم ہو تو اس کی عزت اور مال محفوظ رہ سکتا ہے لیکن ہماری اس پولیس کی وجہ سے ہمارے صوبے میں رہنے والے کسی فرد کی عزت اور مال محفوظ نہیں اور انہوں نے 140 کروڑ اس میں بھی خرچ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم A.D.P کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہماری حکومت نے ایک ایسا vision دیا ہے کہ A.D.P میں زیادہ سے زیادہ رقم ایسے شعبوں میں خرچ کی جائے جس سے قوم کے لئے long term بہتری ہو۔ یہ خاص طور پر توجہ دینے والی بات ہے کہ ہم نے A.D.P میں

21۔ارب روپے سے education کو بڑھا کر 30۔ارب روپے پر لے گئے ہیں، ہم نے انڈسٹری کو تین گنا بڑھایا ہے، ہم زراعت میں بہتری لائے ہیں اور ہماری اس حکومت نے urban development میں تقریباً 50 فیصد بہتری لانے کے لئے A.D.P کو بہتر کیا ہے۔ ہمارے موجودہ بجٹ میں یوں تو بہت سی خوبیاں ہیں لیکن چند چیزوں کی طرف میں زیادہ توجہ دلاؤں گا۔ جاریہ آمدن کے اخراجات میں جو گزشتہ سال 315۔ارب تھے ہم نے اس میں 31۔ارب کی کمی کر دی ہے۔ مہنگائی کو اگر دیکھا جائے تو مہنگائی اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ گزشتہ سال اور آج میں اتنا فرق ہو گیا ہے کہ جو کام گزشتہ سال 31۔ارب روپے میں ہوتا تھا وہی کام اب 50 یا 52۔ارب روپے میں ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ 31۔ارب جاریہ اخراجات میں سے جو ہم نے کم کیا ہے عملی طور پر ہم نے 50۔ارب روپے کی کمی کی ہے اور جب تک ملکی ادارے اچھے انداز میں کفایت شعاری کے ساتھ اپنے administration کے اخراجات کے اندر کمی نہیں کریں گے اس وقت تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ غریب لوگوں کی جیبوں سے نکلنے والے ٹیکس کی utility بہتر انداز میں نہیں ہو سکتی۔ میں نے پہلے آپ کی توجہ زراعت کی طرف دلائی کہ agro based ملک اگر زرعی چیزیں باہر سے منگوائے تو یہ انتہائی افسوس ناک ہے اس میں ٹریکٹروں کی خریداری کے لئے ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے کہ ایک لاکھ روپیہ فی ٹریکٹر کے حساب سے کاشتکاروں کو سبسڈی دی جائے گی۔ direct taxes اور indirect taxes کے تناسب کو ہم نے بہتر کیا اور taxes کو امیروں کی طرف شفٹ کر کے غریبوں کو اس میں ریلیف دیا ہے۔ ہم نے اپنی recovery of receipts کو بہتر کر کے قرضوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔کوئی بھی معاشرہ انصاف کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ججوں کی تنخواہوں کو تین گنا allowances کی شکل میں بڑھا کر میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو عدل دینے کے لئے، جوڈیشری کی بہتری کے لئے ایک انتہائی احسن اقدام کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جو ہمارے بجٹ میں دوسری بات لکھی ہوئی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ ہماری جوڈیشری، ہماری عدلیہ اپنی ماتحت عدلیہ کو بہتر کرنے کے لئے، corruption سے پاک کرنے کے لئے، nepotism سے پاک کرنے کے لئے اور اداروں کی working کو enhance کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ وہ لوگ جو عدلیہ کے نام پر دھبہ ہیں، عدلیہ سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو باہر نکالنے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر! A.D.P کا ایک بہت بڑا حسن یہ ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی ایسی estates ہیں جنہوں نے انتہا درجہ کی speed کے ساتھ ترقی کی ہے کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس نے صنعت کے بغیر ترقی کی ہو اور صنعت میں ہم نے A.D.P کو چار گنا اضافہ دے کر یہ کوشش کی ہے کہ آنے والی حکومت industrialization کے ذریعے سے قوم میں بہتری لانے کی کوشش کرے۔ ہم نے agriculture میں جو رقم رکھی ہے اس کی further bifurcation انتہائی قابل توجہ ہے کہ agriculture پر ہم نے A.D.P میں جو 3۔ارب روپے کی رقم رکھی ہے اس کا بیشتر حصہ ہم نے جاریہ اخراجات کے لئے نہیں رکھا اس کا بیشتر حصہ ہم نے research کے لئے رکھا ہے اور research scholars کی تنخواہیں allowances اور ان کی facilities بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ایک Executive Authority کی جگہ پر بیٹھے ہوئے آفیسر کو زیادہ facilitate کیا جائے تو research کے معاملے میں اس کی بہتر کارکردگی کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک سائنسدان ایک ایسا بیج introduce کراتا ہے میں کاٹن کی مثال لیتا ہوں کہ جو virus free ہوتا ہے جس کی production کی ratio زیادہ ہوتی ہے تو یقیناً وہ ایک سائنسدان جو research میں کام کرتا ہے اس کا کسی بھی administrative wateriness کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! اس سے بڑی اس بجٹ کی اور کیا خوبصورتی ہو سکتی ہے کہ ہم نے نہ صرف میڈیکل اور professional اداروں میں self finance کو ختم کیا ہے بلکہ ایک قدم اور اضافہ کیا ہے کہ جو لوگ اپنی قابلیت کی بنیاد پر ان اداروں میں چلے جائیں گے اور اگر ان کے پاس تعلیم کے اخراجات نہیں ہیں تو صوبائی حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے اس کے اندر کوئی رقم مخصوص نہیں کی کہ جتنے افراد بھی اپنی قابلیت کی بنیاد پر ان اداروں میں چلے جائیں گے ان کے تمام تعلیمی اخراجات صوبائی حکومت برداشت کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 17۔ارب روپے غریب مفلس اور نادار افراد کے لئے رکھے گئے ہیں جو لوگ اپنی economy کو بہتر نہیں کر سکے ان کی ترقی اور بہتری کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ 8 کروڑ عوام کے لئے یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن یہ رقم میں سمجھتا ہوں کہ عارضی طور پر ہونی چاہیے کہ ملک کے ادارے اتنے مضبوط ہونے چاہئیں کہ ملک کا کوئی بھی فرد جو ترقی کرنا اور روزگار کمانا چاہے تو اس کو اتنے روزگار کے مواقع مہیا ہونے چاہئیں کہ اس کو زکوٰۃ و عشر یا بیت المال سے روپیہ یا رقم لینے کی ضرورت پیش نہ

آئے۔ ہمارے بجٹ کا حجم گزشتہ سال کے بجٹ سے 9 فیصد سے زائد ہے۔ یہ بات میں پہلے کر چکا ہوں کہ recovery میں betterment کے ذریعے ہم نے پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم نے یہ tax free budget پیش کیا ہے اس انداز سے کہ luxury پر ہم نے duty ضرور لگائی ہے لیکن کوئی ایسا نیا ٹیکس نہیں لگایا جس سے غریب عوام یا متوسط طبقہ متاثر ہو۔ luxuries پر ٹیکس لگانے سے یقیناً عوام کی economic betterment کے اندر کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لحاظ سے ہم اس بجٹ کو tax free budget بھی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے سبسڈی کی مد میں 17- ارب روپے دیئے ہیں- یہ سبسڈی اشیائے خورد نوش، غربت میں کمی اور ایسے ضرورت مند بیماروں کے لئے ہے جو اپنے علاج معالجے کے لئے رقم مہیا نہیں کر سکتے- اس بجٹ کی اور خوبصورتی دیکھیں کہ غریبوں کے قرضے جو چھوٹی مقدار میں ہوتے ہیں، وہ لوگ جو واقعتاً ادا نہیں کر سکتے ان کے قرضوں کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے-جب ہم کم قیمت والے گھروں کی بات کرتے ہیں تو یقین کریں کہ دل کو انتہائی خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا پروگرام ہے کہ ایسے لوگوں کو گھر مہیا کئے جائیں جنھیں گھروں کی انتہائی ضرورت ہے-

جناب سپیکر! سبزیوں کی کاشت کے لئے جو لیز پر زمین دینے کی بات کی گئی ہے یہ ایک بہت بہتر قدم ہو گا-اگر ہم سبزیوں کی کاشت بڑھا کر اپنے عرب ممالک کو ایکسپورٹ کریں وہ ہماری ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے- بڑے شہروں کے اندر سکولوں کے لئے ایک ہزار ایئر کنڈیشنڈ بسوں کے حصول کا جو اعلان کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی public at large کے فائدے کے لئے انتہائی ضروری ہے-

جناب والا! کڈنی کے مسائل کے لئے 54 کروڑ کی رقم رکھ کر ایسے نادار مریضوں کے لئے بہت زیادہ فائدے کی بات کی گئی ہے- vision اور بصیرت اس بات کو کہتے ہیں کہ آنے والے وقت میں اپنے مسائل کا تعین کر سکے اور مسائل کو بہتری کی طرف لانے کے لئے اس کے اندر کوئی تبدیلی لائے- ویسے تو مرکزی حکومت بجلی کی پیداوار کی ذمہ دار ہے لیکن ہم نے یہ طے کیا ہے کہ پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی-

جناب سپیکر! پولیس کو incentive دیئے جائیں گے لیکن یہ incentive ان کی performance based ہوں گے یعنی جو پولیس آفیسرز اور تھانے performance wise بہتر ہوں گے انھیں یہاں incentives دیئے جائیں گے- میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب

کو کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے جتنی باتیں کر دی ہیں اگر ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا یا نسبتاً کم ہوا تو یقین کیجئے کہ ان باتوں میں سے کسی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ جائے خون جگر سے

وزیر خزانہ صاحب! اگر آپ ان تمام چیزوں کو اپنے خون جگر سے نہیں لکھیں گے تو یقین کیجئے کہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کو کبھی بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ان تمام چیزوں کے باوجود چند ایسی چیزیں ہیں جن میں بہتری کی گنجائش ہے۔ لہذا مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اپنی حکومت کے بجٹ پر ان تمام چیزوں پر ضرور توجہ دلاؤں کہ ان میں اضافہ تو ضرور کیا گیا ہے لیکن ہم جو توقع کر رہے تھے اس کے حساب سے نہیں کیا گیا۔ آبپاشی کا A.D.P گزشتہ سال کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر بڑھایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کو بھی ہماری ڈیمانڈ اور ضرورت سے کم رقم دی گئی ہے۔

جناب والا! ٹریکٹروں پر سبسڈی کے لئے جو ایک ارب روپے کی حد لگا دی گئی ہے یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس صوبے کا 80 فیصد سے زیادہ انحصار زراعت پر ہو یہ رقم اس کے لئے بہت تھوڑی ہے۔ میں اپنی بات کو اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کی بد حالی، اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کی محرومی اور اپنے صوبہ کے کاشتکاروں کے مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ احمد ندیم قاسمی نے کسی ایک دیہات کے کاشتکار کی صورتحال کو صحیح انداز میں پیش کیا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس نے میرے جذبات کی ترجمانی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

تیری نظروں میں تو دیہات ہیں فردوس مگر
میں نے فردوس میں اجڑے ہوئے گھر دیکھے ہیں
تو جنہیں رستم سہراب کہا کرتا ہے
وہ جگہ میں نے یہاں خاک بسر دیکھے ہیں
میں سمجھتا ہوں مہاجن کے تجوری کے راز
میں نے دہقاں کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں

سرخ خوشوں میں مجھے زہر نظر آیا ہے
میں نے دہقاں کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں
شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فوزیہ بہرام : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق کا وقت گزر گیا ہے اور آپ کی تحریک استحقاق pendingکر دی گئی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں کل چھٹی پر تھی۔جب میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اس وقت وزیر قانون نے کہا تھا کہ مجھے تین دن دے دیں۔

And I will decide in chamber. I went to his chamber. I supported it in his Chamber and he decided to give it to the Privilege Committee. After that, I think he should give a statement that it is handed over to the Privilege Committee for finalization. Why keep it pending?

جناب قائم مقام سپیکر: اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق ابھی یہ تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی گئی ہے میں نے متعلقہ وزیر کو بھی بتا دیا ہے اور ابھی یہ تحریک استحقاق pendingکر دی گئی ہے جب دوبارہ پیش ہو گی تو اس وقت دیکھ لیں گے۔ اب چودھری اویس قاسم خان بات کریں گے۔ چودھری اویس قاسم خان موجود نہیں ہیں۔اگلے مقرر رانا مبشر اقبال!

جناب کرم الٰہی بندیال:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!ابھی آبیانے کے حوالے سے ایوان میں بات ہوئی تھی میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زمیندار پر جو فلیٹ ریٹ لگا ہے یہ اس کا ایک معاشی قتل ہے۔پہلے قانون بھی یہ تھا اور روایت بھی یہ تھی کہ جس نے کوئی رقبہ کاشت کیا ہے اسے آبیانہ لگتا تھا لیکن پچھلی گورنمنٹ نے یہ کر دیا ہے کہ جس موگھے یا جس چک بندی میں جتنا رقبہ آتا ہے اس پر آبیانہ لگ گیا ہے۔یہ ہمارے چار پانچ اضلاع کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔انشاء اللہ پورے ہاؤس میں بھی بات ہو گی اور ایوان میں جتنے زمیندار بیٹھے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ جہاں پانی نہیں پہنچتا

وہاں آبیانہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں کچھ سیم زدہ رقبے ہیں بلکہ اگر آپ اس کا سروے کروائیں تو قبرستان بھی ٹیکس کی زد میں آ گئے ہیں لہذا میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جیسے میرے بھائی نے کہا اگر آپ مجھے دو منٹ ٹائم دے دیں تو۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ان کو بات مکمل کرنے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب کرم الہیٰ بندیال: جناب سپیکر! اس کے بعد بات ہوئی کہ صنعتیں لگائی جائیں لیکن میری گزارش ہے کہ جو لگ چکی ہیں ان کا حال دیکھیں کہ اس دفعہ گنے کے ساتھ کیا حشر ہوا ہے؟ اگر آپ صرف خوشاب کا چیک کروائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ گنا کتنا گیا ہے اور لوگوں کو payment کتنی ہوئی ہے۔50۔فیصد تو گنے سے کٹوتی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود آج تک کسانوں کو payment بھی نہیں ملی۔ صنعتیں ضرور لگیں لیکن صنعت کار کو بھی اس بات کا احساس ہونا چاہیے۔آپ یقین کریں کہ اس بار پانچ سے پچاس ایکڑ تک گنا جلایا گیا ہے لیکن مل مالکان نے نہیں لیا۔ صنعتیں تو لگ جائیں گی لیکن اس میں کسان کا کیا حال ہو گا؟ لہذا میں استدعا کروں گا کہ اس پر notice لیا جائے، زمیندار کی payment بھی دلائی جائے اور آئندہ ان چیزوں پر ضرور action لینا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بجٹ پر جو بحث ہو رہی ہے اور اس میں جو ممبران نام لکھوا رہے ہیں یا اس بحث میں حصہ لے رہے ہیں وزیر خزانہ اور باقی وزراء اسی لئے یہاں پر بیٹھے ہیں کہ وہ آپ کی تجاویز کو دیکھیں۔لہذا جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اس پر پوری بات کریں اور وہ notice لیں گے اور اس کے مطابق آپ کو inform کریں گے اور آپ کی تجاویز پر بھی عمل ہو گا۔نولاٹیا صاحب! آپ بات کر چکے ہیں اب میں میاں محمد رفیق کو floor دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے تھوڑی سی بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن آپ ایک منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں لیں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ گزشتہ حکومت نے یہ فلیٹ ریٹ لگایا تھا کہ جتنی کسی کی ملکیت ہے وہ اس پر آبیانہ دے گا۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ جو فرد جتنا کاشت کرے گا اور جو کاشت کرے گا اس پر آبیانہ دے گا۔ اس کا اپر پنجاب کو یہ فائدہ ہوا کہ وہاں پر کوئی زمین بنجر نہیں ہے بلکہ ساری آباد ہے ان کا آبیانہ تو تین سو روپے سے کم ہو کر پچاسی روپے رہ گیا لیکن جنوبی پنجاب جس میں اگر کسی کا تین مربع رقبہ ہے جس میں سے وہ صرف دس ایکڑ کاشت کرتا ہے باقی سارا sandy area ہے لیکن اس فلیٹ ریٹ کی وجہ سے اسے 75 ایکڑ کا آبیانہ دینا پڑتا ہے حالانکہ وہ دس ایکڑ کاشت کر رہا ہے۔

جناب والا! گزشتہ حکومت کے دور میں آپ بھی ہمارے ساتھ ممبر تھے اس وقت ایک کمیٹی بنی تھی اور اس کمیٹی میں تھل کینال کے کاشتکاروں کو due to sandy area بنجر ہونے کی وجہ سے اسے چھوٹ دی گئی تھی لیکن نگران حکومت نے وہ چھوٹ واپس لے لی ہے۔ ہمارا issue یہ ہے کہ ایک شخص دس ایکڑ کاشت کرتا ہے لیکن وہ آبیانہ 90 ایکڑ کا دیتا ہے چونکہ آبیانے کو کاشت اور فصل کی بجائے ملکیت پر لگا دیا گیا ہے۔ یہ چھوٹ نگران حکومت نے واپس لے لی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی frame کر دیں۔ وزیر زراعت اس کو chair کریں اور ہماری بات سنیں کہ ہم کہنا کیا چاہتے ہیں؟ ہمارا معاملہ وہ ہے کہ flat rate خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں پر غیر آباد علاقہ زیادہ ہے ملکیت پر لگنے سے تھوڑا رقبہ کاشت کر کے تین چار مربعوں کا ہمیں آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ میری بات سن لیں۔ اس طرح بار بار پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے سے یہاں پر ان دوستوں کی حق تلفی ہوتی ہے جن کا نام اس فہرست کے اندر موجود ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کمیٹی کے بارے میں فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ وزیر زراعت صاحب سے ان کے چیمبر میں ملیں۔ آپس میں مشاورت سے کچھ طے کر لیں اگر وزیر زراعت صاحب ضرورت محسوس کریں گے تو پھر ہم ہاؤس میں کمیٹی تشکیل دیں گے لیکن پہلے آپ ان سے بات کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please آدھے منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب نے جو بات فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ آبیانہ کے flat rate کا جو فیصلہ ہوا وہ صحیح نہیں تھا۔ 350 روپے سے 85 روپے ہو گیا اور ہمارا جو 35 روپے آبیانہ ہوتا تھا وہ 85 روپے تک پہنچ گیا۔ اس حوالے سے میں نے ایک قرار داد دی ہوئی ہے۔ پچھلی دفعہ جو کمیٹی frame کی گئی تھی میں اس کا ممبر تھا۔ انھوں نے تین سال کے لئے فیصلہ کیا تھا۔ ہمارے تھل circle کے ساتھ انتہائی زیادتی ہو رہی ہے۔ لوگوں سے وہاں پر 80/80 ایکڑ کا ناجائز آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر 10 ایکڑ irrigate ہوتے ہیں جبکہ 80 ایکڑ کا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ قرار داد آ رہی ہے اور انشاء اللہ ہم اس پر بات کریں گے اور اسے ٹھیک کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔ میں آج آپ کو پہلے دن اجلاس کی صدارت کرتے دیکھ رہا ہوں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ جس political process سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں، جس طرح آپ نے political struggle کی ہے اور آج آپ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں اس حوالے سے اپنے جذبات آپ کو convey کرنا چاہتا تھا۔ مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے اور میں آپ کی نذر یہ شعر کرتا ہوں کہ:

تیرا خاور درخشاں رہے تا ابد سلامت
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! 20 کلو وزنی بجٹ کی کتابیں پڑھنا دو دن میں ممکن نہیں تھا۔ آپ کے اعلان کے مطابق میں نے اپنا نام Monday کے لئے لکھ کر دیا ہوا ہے تاکہ میں ان 20 کلو وزنی کتابوں کو پڑھ لوں اور with reference to context بات کر سکوں اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ میں نے اپنا نام Monday کے لئے بحث میں حصہ لینا کے لئے دیا ہوا ہے اس لئے مجھے Monday کو ہی موقع دیا جائے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ آپ اس مقدس chair پر موجود ہیں۔ کل شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کی سالگرہ ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل پاکستان پیپلز پارٹی کا ہر کارکن محترمہ کے ساتھ تجدید عہد کے لئے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اپنے خون کا عطیہ دے گا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک، اس ملک کے عوام اور جمہوریت کے لئے اپنے خون کا نذرانہ دیا ہے۔ آج جو ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی وجہ سے ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنی جان کی قربانی دے کر ہمیں اس اسمبلی تک پہنچایا ہے اور آپ کو اس کرسی تک پہنچایا ہے۔ ہم سب کارکن کل ان کی سالگرہ کے موقع پر ان کو خراج تحسین پیش کریں گے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام کارکن خون کا عطیہ دیں گے۔ ہمارا پوری قوم اور پنجاب کے عوام سے یہ وعدہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی شہید محترمہ کے مشن پر چلتے ہوئے اس صوبے کی خدمت کریں گے۔ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ابھی بات کی ہے تو میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے محترمہ شہید کی سالگرہ پر انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً اس میں شک کی ذرا گنجائش نہیں ہے کہ محترمہ نے اپنا خون دے کر جمہوریت کے اس پودے کو پروان چڑھایا ہے۔ اس سے اگر تھوڑا پیچھے چلے جائیں تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف، شہباز پاکستان اور ان کے پورے خاندان کی قربانی بھی جمہوریت کے اس سفر میں ہمارے ساتھ رہی ہے۔ قائد محترم سے لے کر ان کے والد محترم اور ان کے شیر خوار بچوں تک نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے قائد کے والد محترم میاں محمد شریف ؒ کی جس طرح سعودی عرب میں وفات ہوئی، موت و زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن جس طرح اپنے ملک اور گھر بار کو چھوڑ کر ان کی وفات ہوئی ہے تو میں اس پر کہتا ہوں کہ:

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

جناب سپیکر! آج اس موقع پر شہید محترمہ کی شہادت سے میں ذرا پیچھے جانا چاہتا ہوں۔ پاکستانی قوم کے ایک لیڈر جن کا نام شہید ذوالفقار علی بھٹو ہے انھوں نے پاکستانی قوم کو یقیناً دنیا کی صفحہ اول کی قوموں میں شامل کرنے کے لئے جدوجہد کی پھر ان کے خلاف ایک عالمی کافرانہ نظام کی سازش ہوئی۔ وہی سازش میرے قائد محمد نواز شریف کے خلاف بھی ہوئی اور وہ سازش کرنے والا پرویز مشرف تھا۔اسی طرح کی ایک سازش شہید بھٹو کے خلاف ہوئی تھی اور اس سازش میں ضیاء الحق شامل تھا۔

آوازیں: شیم، شیم۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): آج محترمہ کی سالگرہ کے موقع پر بطور وزیر جیل میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جتنے heroes جیلوں میں رہ چکے ہیں تو ان کی بیرکوں کو ان کے نام سے منسوب کرنا چاہیے۔ اگر ہماری سڑکیں اور محلے کسی کے نام منسوب ہو سکتے ہیں تو میں آج اسمبلی کے اندر کھڑا ہو کر بطور وزیر جیل شہید بھٹو کی اس بیرک کو جس کے اندر انھوں نے اپنے آخری دن گزارے "شہید بھٹو" کے نام سے منسوب کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ شہید بھٹو کی اس بیرک میں انشاء اللہ ہم لائبریری بنائیں گے اور میں خود اس کا افتتاح کروں گا۔اسی طرح میرے قائد میاں محمد نواز شریف لانڈھی جیل میں جس بیرک کے اندر رہے میں چاہوں گا کہ اس بیرک کو بھی قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے نام سے منسوب کیا جائے۔ میں حکومت سندھ سے درخواست کروں گا کہ وہ جلد از جلد اس کا بندوبست کریں کہ ہم وہاں پر جا کر باقاعدہ طور پر تختی لگائیں۔ برصغیر کے اندر جن لوگوں نے انگریز کے خلاف fight کی ہے چاہے وہ بھگت سنگھ ہی کیوں نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ بھگت سنگھ بھی ہمارا ہیرو ہے۔ کیمپ جیل میں بھگت سنگھ جس بیرک میں بند رہا تھا میں اس بیرک کو بھگت سنگھ کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! جیسے وزیر جیل خانہ جات نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور انہوں نے بیرک کا نام بھی بھٹو شہید کے نام پر رکھنے کا اعلان کیا ہے اور لائبریری بنانے کا بھی اعلان کیا ہے۔ آخر میں انہوں نے بھگت سنگھ کے حوالے سے بھی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ بھگت سنگھ بھی شہید ہے اور اس کی یادگار پنجاب اسمبلی میں ہونی چاہیے کیونکہ انہوں نے یہیں پر سامراجی قوتوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس سلسلے میں اتنی بات کروں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی سالگرہ کے حوالے سے یہاں پر سینئر منسٹر نے جو بات کی ہے اور ان کی پارٹی نے جو blood donation کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم بھی gesture show کرنا چاہتے ہیں لہذا کل پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں blood donation کے لئے کیمپ لگائیں گے جو ممبران blood donate کرنا چاہیں وہ وہاں پر آ سکتے ہیں اور blood donate کر سکتے ہیں۔ اسی طرح میں چودھری غفور صاحب سے بھی کہوں گا کہ یہ بالکل صحیح بات ہے ہمیں آزادی کے ہیروز کو یاد رکھنا چاہیے۔ جہاں پر بھگت سنگھ کی بات کی گئی ہے وہاں پر غازی علم الدین شہید کی بات بھی ہونی چاہیے اور میانوالی میں جوان کی بیرک ہے اس کو بھی ان کے نام سے منسوب کرنا چاہیے۔ آپ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنالیں جو ان تمام معاملات کو دیکھے۔ اب ہم بجٹ پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میں یہ بتانا بھول گیا تھا کہ اور کچھ وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی بات کو مختصر کر دیا۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ میانوالی جیل کے اندر جہاں پر غازی علم دین شہید کو پھانسی چڑھایا گیا غازی صاحب کی اس بیرک کو بھی ہم غازی علم دین شہید کے نام سے منسوب کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے فیصلہ کیا کہ پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں معزز اراکین اسمبلی خون کا عطیہ دے سکیں گے لیکن میری آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر پنجاب اسمبلی کی طرف سے کل ایک باہر کیمپ لگوادیں کیونکہ مختلف ٹی۔وی چینلز والے بھی آئے ہوں گے اور ان کے کیمرے اندر تو آ نہیں سکیں گے۔ باہر کوئی انتظام کروادیں اس طرح proper coverage بھی ہو سکے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جو کیمپ ہم نے جرنلسٹوں کے لئے لگایا ہوا ہے وہیں پر ہم blood donation کے لئے ڈسپنسری کا انتظام کر دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا مشہود احمد خان صاحب یقیناً آپ کو یہاں پر بیٹھے دیکھ کر ہر انسان خوش ہے کہ آپ قابل بھی ہیں اور اس لائق بھی تھے۔ شعر عرض ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فرشتے تیرے حساب میرا
سن کے روئے جواب میرا
مجھے بھی شاہی قبا پہناؤ
کہ کج کلاہی تھا خواب میرا
اماوس راتوں میں باتیں اس کی
ہیں چاند راتیں عذاب میرا
خشک پتوں کی سرسراہٹ
یہی پہ ٹوٹا تھا خواب میرا

جناب والا! میں آج یہاں یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہاں پر کیا تقاریر ہو رہی ہیں اور یہاں پر خراج عقیدت کا جو ایک سلسلہ شروع ہے۔ بے شک ان تمام اصحاب کی ہم بھی بہت عزت کرتے ہیں اور بے شک وہ اپنے جذبوں میں سچے تھے اور ان کی قربانیاں بھی تھیں لیکن یہ باتیں تو الحمراہال میں ہو چکی تھیں یہاں پر عوام کے بجٹ کی بات ہوتی تو دل زیادہ خوش رہتا۔ یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ان چیزوں کو بھی آپ نے ایک اچھے forum پر take up کیا ہے اب بجٹ کی طرف بھی آئیں اور کچھ غریبوں کی بات بھی کر لیں، کچھ روٹی کا ریٹ بھی کم کر لیں اور بجلی کو بھی دیکھ لیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ بجٹ میں تین سو فیصد ججوں کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور جبکہ عام لوگوں کی صرف بیس فیصد۔ ججوں کی جو آپ نے تین گنا تنخواہیں بڑھائی ہیں دل یہ سوچتا ہے اور اس بات پر روتا ہے کہ آپ ان کو کس چیز کا انعام دے رہے ہیں۔ تین سو فیصد ججوں کے لئے اور صرف بیس فیصد عوام کے لئے۔ یہی میری باتیں ہیں میں نے تو سوچا تھا کہ یہاں پر بڑا انصاف ہو رہا ہو گا لیکن یہاں پر جب قصیدوں اور گیتوں سے فرصت ہو جائے تو بجٹ پر بھی بات کروا لیجئے گا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): نالے چور نالے چتر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے پہلے میں اپنے معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ دیکھیں یہ ایک جمہوری عمل کے نتیجے میں تشکیل پانے والا ہاؤس ہے یہاں پر سب کو بات کرنے کا حق ہے اور ہم میں بات سننے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اس معزز ایوان میں آکر بیٹھے اور اپنی مفید تجاویز بجٹ پر دے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی باری آنے والی ہے اس وقت آپ اپنی بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! دیکھ لیں وہ اب ایوان سے باہر جا رہی ہیں (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کے decorum کا خیال رکھیں ۔ اب عظمیٰ بخاری صاحبہ! بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی میری بہن بہت جلدی میں آئیں اور جلدی میں چلی گئیں ان کو یہ بھی خیال آیا کہ ہم ہاؤس کے اندر ٹائم ضائع کر رہے ہیں اور جن کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں وہ شاید غلط کر رہے ہیں تو آج یہ بنارسی ٹھگ ٹینٹ لگا کر بیٹھے ہیں جہاں پر کولر بھی چلتے ہیں جہاں cold drinks بھی موجود ہوتی ہیں جناب! یہ تو احتجاج کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور جن کو ہم خراج تحسین پیش کر رہے ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو جس کا ہم نام لے رہے ہیں اور ان کی وجہ سے آج سب لوگ اس ایوان میں بیٹھے ہیں۔ اگر ان کی شہادت ان کا خون اس ایوان میں اور جمہوریت کے اندر نہ ہوتا اگر جمہوریت کے اس پودے کو بے نظیر بھٹو کا خون نہ ملتا تو آج یہ آمر کے ساتھ ہی بیٹھی ہوتیں۔ کل تک جو لوگ ان کو پروان چڑھا رہے تھے آج خود یہ ان کو پہچاننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو اپنوں کا سایہ بھی چھوڑ دیتے ہیں اور یہ محترمہ بات کر رہی ہیں کہ وہ ایک تماشا دیکھنے آئی تھیں اور یہ ہمیشہ سے تماشا کرتے رہے ہیں اور جس مقام پر آج پنجاب پہنچا ہوا ہے وہ انہی کی مہربانیاں ہیں۔ آج جب میں بجٹ پر بات کروں گی تو میں ان کو بتاؤں گی کہ پچھلے پانچ سال کے اندر پنجاب کے عوام کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اور آج اگر لوگوں کو روٹی نہیں مل رہی تو یہ پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے۔ آج اگر بجلی نہیں مل رہی تو پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے اور آج اگر عورتیں بدحالی کا شکار ہیں تو وہ بھی پرویز الٰہی کا کارنامہ ہے۔ اس کارنامے کو یاد کرتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور پھر بات کرنی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ایک شعر ان کے جواب میں عرض ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے۔ جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب والا! بہت ہی اچھا ہوتا اگر ہماری معزز خاتون رکن یہاں پر تشریف رکھتیں۔ میرے خیال میں ان کی ڈیوٹی صرف یہی تھی کہ انہوں نے دو منٹ کے لئے ایوان میں جانا ہے اور یہ باتیں کر کے چلے جانا ہے۔ میں چونکہ ایک وکیل ہوں اور ایک وکیل کی حیثیت سے یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم نے اس مقدس ایوان میں معزز اراکین کے ساتھ سلوک ہوتا ہوا بھی دیکھا ہے اور وکلاء کے ساتھ بھی جو انہوں نے سلوک کیا اور عام لوگوں کے ساتھ بھی انہوں نے جو سلوک کیا ہم نے وہ دور بھی دیکھا ہے اور یہ انہی کا دور تھا۔ جس دور کی یہ نشاندہی کر رہی ہیں۔ انہی کا دور تھا جب بجلی بند تھی، آٹا نہیں مل رہا تھا، گیس بند تھی اگر کوئی کام شروع تھا تو وہ رنگ روڈ پر ہو رہا تھا جہاں انہوں نے ساری زمینیں خریدی ہوئی تھیں۔ اس بحران کے پیدا کردہ یہ لوگ ہیں۔ میں جب اپنے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو غور سے دیکھتا ہوں تو ان کی روح تڑپ تڑپ کر ہم سے سوال کر رہی ہے کہ کیا یہ ملک ہم نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں پر ایسے لوگ مسلط ہو جائیں اور میں آپ کی وساطت سے ان کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ خدارا! یہ اپنی مسلم لیگ کا نام قائداعظم کی بجائے مونس لیگ رکھ لیں، پرویز لیگ رکھ لیں، شجاعت لیگ رکھ لیں لیکن ہمارے قائد بانی پاکستان کو بدنام نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب بجٹ پر بحث کی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہوئے۔ محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! آپ مجھے صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: یہاں پر ہیروز کی بات ہوئی میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے میرے دل کی بات ہوئی لیکن مجھے افسوس ہے کہ آزادی تحریر و تقریر، سیاسی و معاشی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے ان کارکنوں کو جنہوں نے جیلیں، کوڑے اور پھانسیاں برداشت کیں۔ ان کو بھی میں خراج

تحسین اور خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کی بھی کوئی یادگار تعمیر ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب والا! ابھی ہماری محترمہ یہاں پر تشریف لائی تھیں جو غریبوں کی ہمدردی کر رہی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ جائیں پلیز۔ اب اس موضوع پر بات نہیں ہوگی۔ اس وقت محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ ہاؤس میں موجود ہیں؟۔۔۔ چودھری طارق محمود باجوہ صاحب؟۔۔۔ سردار محمد حسین ڈوگر؟۔۔۔ جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 09-2008 پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اس بات کے لئے خصوصی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سال صوبہ پنجاب کو ایک حقیقی، عوامی اور فلاحی بجٹ دیا ہے اور اس کے ساتھ میں وزیر خزانہ جناب اشرف کائرہ اور کیبنٹ کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ جنہوں نے ان گنت مسائل اور محدود وسائل میں اپنی شبانہ روز محنت کے ساتھ صوبہ پنجاب کے عوام کو ایک خوبصورت بجٹ دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی سب سے نمایاں بات میں نے محسوس کی کہ یہ بجٹ بیوروکریسی کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ یہ بجٹ زمینی حقائق اور محدود وسائل کو دیکھ کر بنایا گیا ہے جو عوام کی منتخب کیبنٹ نے بنایا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Silence in the House.

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندے عوامی مسائل سے آگاہی رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ عوامی مسائل کیا ہیں، کس طرح ان کا حل نکالا جا سکتا ہے؟ اس بات کے لئے میں خصوصی طور پر میاں محمد شہباز شریف اور کیبنٹ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ صوبہ میاں محمد شہباز شریف کے پہلے دور حکومت کو بھی جانتا ہے کہ انہوں نے اس وقت بھی بہت محدود وسائل رکھتے ہوئے کس طرح اس صوبہ کو بھرپور ترقی کے مواقع دیئے اور کس طرح میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پہلے دور حکومت میں لینڈ مافیا کا خاتمہ کیا۔ انہوں نے بوٹی مافیا کو ختم کیا اور اس صوبہ کے عوام نے واضح طور پر محسوس کیا کہ خاص طور پر بیوروکریسی کے رویے کے حوالے سے میاں شہباز شریف صاحب نے ایک اچھے منتظم ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ آج صوبہ پنجاب کی عوام کو

میاں محمد شہباز شریف سے بطور وزیر اعلیٰ وہی امیدیں وابستہ ہیں اور آج عوام انہیں دیکھ رہی ہے کہ جس طرح انہوں نے پہلے اس صوبہ کی خدمت بہتر اور اچھے انداز سے کی اور ہمیں امید ہے کہ اس tenure میں بھی وہ اس صوبہ کو اچھے انداز میں لے کر چلیں گے اور اس صوبہ کو ترقی کی نئی راہوں پر لے کر چلیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق minority community سے ہے اور کل یہاں پر خصوصی طور پر minorities کے حوالے سے 2/3 باتوں کا ذکر کیا گیا۔ انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے، میں بھی آپ کی وساطت سے اس ایوان میں بجٹ سے ہٹ کر ایک دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا اور آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ پچھلے tenure میں بھی ہم نے اس floor پر جب بھی بات کی بد قسمتی سے ہمیں 60 سال سے اس صوبہ اور اس ملک کو یقین دلوانا پڑ رہا ہے کہ ہم بھی اس ملک میں بستے ہیں اور ہم اس ملک میں ہجرت کر کے نہیں آئے تھے بلکہ جب قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے اس ملک کو بنایا تھا اور ہم نے اس floor پر پہلے بھی کئی بار اس بات کا اظہار کیا کہ اس ملک کو بنانے میں مسیحی M.L.A's کا اتنا ہی رول ہے جتنا کسی بھی مسلمان M.L.A's یا کسی بھی مسلمان لیڈر کا اس ملک کے بنانے میں رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے tenure میں بھی یہ بات کی تھی کہ ایک خاص منظم طریقہ کے ساتھ ہماری تاریخ کے اوراق سے یہ بات مٹائی جا رہی ہے کہ اس ملک کو بنانے میں مسیحی نمائندگان کا کس طرح سے ایک اہم کردار رہا ہے۔ کل بھی یہاں پر ان مسیحی لیڈران کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بات ہوئی تھی میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم آنے والی نسلوں کو پاکستان کی صحیح تاریخ کے متعلق بتائیں تو ان مسیحی لیڈران جن میں سی گبن صاحب بھی شامل ہیں خصوصی طور پر درسی اور تاریخ کی کتابوں میں ان کا ذکر کیا جاتا تاکہ آنے والی نسلوں کو اس بات کی آگاہی ہو کہ اس ملک کو بنانے میں صرف مسلمان لیڈران کا کردار نہیں بلکہ مسیحی لیڈروں کا بھی ایک اہم کردار ہے۔

جناب سپیکر! میں اس بحث میں قطعاً نہیں پڑنا چاہتا اور میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے قطعاً یہ بات نہیں کہنا چاہتا کہ وہ کیا وجوہات تھیں کہ جب انہوں نے اس floor پر اپنی بجٹ تقریر بیان فرمائی تو اس میں minorities کا ذکر کیوں نہیں آیا۔ میں خدانخواستہ یہ ہر گز نہیں کہنا چاہتا کہ شاید ان کی شکل ایسی نہ تھی کیونکہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اور پیپلز پارٹی کی

قیادت کے minorities کے متعلق جذبات سے ہم سب بخوبی آگاہی رکھتے ہیں اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف نے جب اس floor پر اعتماد کا ووٹ لیا تھا تو انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں minorities کے حوالے سے ماضی میں جو کچھ کیا اور آئندہ جو وہ کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق انہوں نے یہاں پر بیان فرمایا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے صرف ایک بات جناب وزیر خزانہ کو عرض کرنا چاہوں گا کہ جب وہ اپنی speech wind up کریں تو وہ minorities کے حوالے سے صرف خصوصی ذکر نہ کریں کہ جس طرح کہہ دیا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے بلکہ کل یہاں پر میرے بھائی کامران مائیکل صاحب نے بات کی کہ minorities کے لئے 10 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ابھی block allocation میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ اگر ہم پچھلے سال کا بجٹ دیکھیں تو اس میں minorities کے لئے 30 کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی تھی۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے چاہوں گا کہ جب اپنی بحث کو سمیٹیں تو جو ہم 30 کروڑ کی توقع کر رہے ہیں تو اس کو کم از کم ڈبل کر دیں تاکہ اس صوبے میں رہنے والی اقلیتوں میں کسی قسم کا کوئی احساس محرومی پیدا نہ ہو کیونکہ ہم سب یہ توقع کر رہے تھے کہ پچھلی حکومت جس پر ہم بہت زیادہ تنقید کرتے ہیں اس سے زیادہ رقم بجٹ میں رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر کل کچھ دوستوں نے minorities کے حوالے سے کہا کہ آپ کو ایسی کیا ضرورت آ گئی یا آپ کیا allocations چاہتے ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے آپ سے یہ عرض کی کہ جب پاکستان بنا تھا تو ہمارے ساتھ بہت سارے وعدے کئے گئے تھے اور آج بھی اس ملک میں اقلیتیں بدقسمتی سے اپنے آئینی حقوق سے محروم ہیں لیکن ہمارا یقین ہے کہ اس دور حکومت میں میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اقلیتیں اور خصوصاً مسیحی قوم کو اس کے آئینی حقوق دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر انتظامی امور کے حوالے سے خصوصی ذکر کرنا چاہوں گا، جب آفیسرز کی ٹرانسفر پوسٹنگ کی جاتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ routine کا معاملہ ہوتا ہے اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ ایم۔پی۔ایز کے حکم کی تعمیل نہ ہو لیکن اس صوبے میں اگر ہم آفیسرز کی ایک لسٹ چیک کریں تو آپ کو بہت ہی محدود نام ملیں گے جو آفیسرز minority community سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر ہم ان کا ماضی دیکھیں اور اگر ہم ان کے کام کرنے کا سلسلہ کار دیکھیں تو وہ آپ کو ہمیشہ دوسرے آفیسرز سے زیادہ sufficient ملے گا۔ میں یہ گزارش

کرنا چاہتا ہوں کہ سیاسی دباؤ میں آکر میں صرف اقلیت سے تعلق رکھنے والے افسران کی بات نہیں کر رہا بلکہ وہ تمام افسران جو ایمانداری کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ان کو کسی بھی طرح سیاسی دباؤ میں آ کر dislocate نہ کیا جائے۔اس طرح اقلیت سے تعلق رکھنے والے جو افسران ہیں ان میں ایک طرح کا احساس عدم تحفظ پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی مد میں خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ میں اس پر اپنی حکومت کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ جب تک ہم تعلیم کے میدان میں کام نہیں کریں گے، معاشرے کو پڑھا لکھا ماحول نہیں دیں گے تو اس وقت تک یہ صوبہ اور یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ میں 1947 کا حوالہ نہیں دوں گا بلکہ میں پچھلے ایک سو سال کا حوالہ دینا چاہوں گا کہ تعلیم کے میدان میں مسیحی کالجوں، مسیحی سکولوں اور مسیحی انسٹیٹیوٹ کا ماحول دیکھتے ہیں تو ایک روشن ماضی کی مثال ملتی ہے۔ان مسیحی تعلیمی اداروں نے بڑے بڑے نام اس ملک میں پیدا کئے ہیں بلکہ قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب بھی ایک مسیحی تعلیمی ادارے میں پڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جتنے مسیحی تعلیمی ادارے جو نیشنلائز کئے گئے تھے ان کو فوری طور پر ان کے حقیقی مالک جو مشنری ادارے ہیں ان کو واپس کیا جائے تاکہ ان مسیحی تعلیمی اداروں کے میرٹ کا جو پہلے سلسلہ تھا اور جس طرح وہ پہلے اچھے طریقے سے اس صوبے کی خدمت کر رہے تھے اسی طریقے سے وہ اپنے صوبے کی خدمت کرتے رہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر T.E.V.T.A کے حوالے سے میں آپ کی وساطت سے ایوان میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹیکنیکل اداروں میں آج کے دن تک بھی کسی مسیحی طالبعلم کو یا کسی اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم کو اس بنیاد پر داخلہ نہیں ملتا کہ T.E.V.T.A میں جتنے بھی طالبعلم ہیں ان سب کا خرچ زکوٰۃ کی مد سے ادا کیا جاتا ہے اور چونکہ زکوٰۃ غیر مسلم پر لاگو نہیں ہوتی اس لئے آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ T.E.V.T.A میں جو مسیحی طالبعلم داخلہ لینا چاہتے ہیں اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم داخلہ لینا چاہتے ہیں ان کے لئے زکوٰۃ کے parallel ایک ایسا سسٹم اس صوبے میں دیا جائے چاہے وہ بیت المال کی مد میں سے ہو یا کسی اور مد میں سے ہو تاکہ جو غیر مسلم طالبعلم ہیں جو T.E.V.T.A میں technical education لینا چاہتے ہیں ان کو کسی قسم کی کوئی مشکل نہ ہو۔

جناب سپیکر! بہت سارے کالج، بہت سارے سکول اور بہت سے ادارے ایسے ہیں کہ ان میں داخلہ لینے کے لئے یا ان میں ملازمت حاصل کرنے کے لئے جب اشتہار دیا جاتا ہے تو ان میں ایک بات واضح لکھی ہوتی ہے کہ ----

جناب قائم مقام سپیکر: سہوترا صاحب! میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ kindly مختصر کریں اور آگے بھی جو ممبران تقریر کریں گے وہ بھی پانچ پانچ منٹ سے زیادہ بات نہ کریں۔ بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جب اخبارات میں اشتہار آتا ہے تو اس میں ایک بات بڑی clear cut لکھی ہوتی ہے کہ جو حافظ قرآن ہے اسے اضافی 20 نمبر دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی اقلیت سے تعلق رکھنے والا طالبعلم یا ملازمت حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی شخص ان اداروں میں جاتا ہے تو وہ اس مسلم طالبعلم کو تو compete ہی نہیں کر سکتا کہ جس کو پہلے ہی 20 اضافی نمبر حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے دے دیئے جاتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ صوبہ پنجاب میں ایسی پالیسی بنائی جائے کہ جو اقلیت سے تعلق رکھنے والے طالبعلم ہیں ان کے لئے بھی ان کی تعلیم کے مطابق کوئی parallel system دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بہت اہم درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جو Personal Laws ہیں، جو Succession Act ہے، جو Marriage Act ہے اس پر سختی سے عملدرآمد کروانے کے لئے ایک کمیشن بنایا جائے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب مسیحی لڑکیوں اور عورتوں کو اغواء کیا جاتا ہے تو ان کی پہلی عدت پوری ہونے سے پہلے ہی نکاح پر نکاح کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح خاندانوں کے خاندان تباہ ہوتے ہیں اور لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی وساطت سے ہم وفاقی حکومت کو یہ سفارش کرتے ہیں اور ان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ 1975 میں قومی اسمبلی میں چاروں صوبوں میں جو سیٹیں تھیں آج بھی سیٹوں کی تعداد وہی ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آبادی کی بنیاد پر پچھلی 35 سال میں اکثریت سے تعلق رکھنے والی نشستوں میں اضافہ کیا گیا ہے، خواتین کی نشستوں میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن اقلیتوں کی نشستوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے یہ بات وفاقی حکومت سے کہنا چاہوں گا کہ فوری طور پر

ہماری جو نشستیں اسمبلیوں میں ہیں ان میں اضافہ کیا جائے۔ سنیٹ میں ہماری نمائندگی نہ ہے اور آج میں اس floor پر قائد محترمہ میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنھوں نے اپنے انتخابی منشور میں اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ جب وہ حکومت میں آئیں گے تو سنیٹ میں اقلیتوں کے لئے نشستیں رکھیں گے جبکہ کسی بھی سیاسی جماعت نے اپنے انتخابی منشور میں اس بات کا ذکر نہ کیا تھا۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اپنے معزز اقلیتی بھائی کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ لندن میں جب Charter of Democracy بنا تھا۔ تو اس پر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے دستخط کئے تھے۔ اس وقت اقلیتوں کے حوالے سے اس میں 5 نکات رکھے گئے تھے جو قائد تحریک شہباز بھٹی صاحب چیئرمین آل پاکستان کرسچین الائنس نے ان کو پیش کئے تھے اور وہ Charter of Democracy میں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی مہربانی۔ انھوں نے منشور کی بات کی ہے۔ ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں انتخابی منشور کی بات کر رہا تھا۔ بہر حال میں اپنے بھائی کا شکر گزار ہوں اور میں یہی چاہوں گا کیونکہ ہماری coalition government ہے۔ میں انتخابی منشور کا ذکر کر رہا تھا کہ ہماری نمائندگی کو سنیٹ میں یقینی بنانے کے لئے میاں محمد نواز شریف نے وعدہ فرمایا ہے جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں پر انھوں نے بجٹ میں ساڑھے 12 ایکٹر زمین لیز پر دینے کا اعلان کیا ہے۔ میں اس پر بھی خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ پروگرام شروع کیا جائے تو اس پروگرام میں مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے کسانوں اور ہاریوں کو بھی ضرور شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش آبپاشی کے حوالے سے بھی ہے۔ اس وقت وزیر آبپاشی یہاں پر تشریف نہیں رکھتے۔ ہم نے پچھلے 15/10 سالوں میں دیکھا ہے کہ جب بھی آبپاشی کا کوئی باقاعدہ پروگرام شروع ہوتا ہے تو اس میں ہمیشہ مسیحی چکوک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے میں آج خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع خوشاب میں ایک گاؤں DB-36 ہے جس کی نہر کی آج بھی بھل صفائی کے لئے بارہا S.E میانوالی کو گزارش کی گئی۔ اس وقت منسٹر صاحب یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں میں چاہتا تھا کہ ان کی موجودگی میں یہ بات عرض کروں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی پروگرام بجٹ میں رکھے گئے ہیں ہم ان سب کو appreciate کرتے ہیں لیکن ہم یہ چاہیں گے کہ ان سب پروگراموں میں اقلیتوں کو خصوصی طور پر باقاعدہ حصہ دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اس شخصیت کو tribute پیش کر کے کرنا چاہوں گی کہ جن کی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ اس ملک میں آج جمہوریت رائج ہے جن کا نام محترمہ بے نظیر بھٹو ہے۔ وہ ایک ایسی خاتون تھیں کہ جن کا خاتون ہونے کے ناتے سے ہم خواتین کا سر ہمیشہ فخر سے بلند ہوتا تھا۔ وہ ایک مکمل خاتون تھیں، وہ نام کی طرح بے نظیر تھیں، وہ زندگی کے ہر پہلو میں بے نظیر تھیں، وہ بے نظیر لیڈر تھیں، بے نظیر ماں تھیں، بے نظیر بہن تھیں اور بے نظیر بیٹی تھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ابھی مجھے تکلیف اسی لئے ہوئی کہ جو بہن کل تک یہاں بیٹھا کرتی تھیں یہ مکافات عمل ہے کہ کل ہم وہاں ہوتے تھے اور وہ یہاں ہوتی تھیں۔ ٹھیک ہے کہ آج ہم بھی وہی لوگ ہیں ہم بھی Houses میں پہنچ گئے ہیں لیکن اس House میں آنے کی بہت بڑی قیمت پاکستان پیپلز پارٹی نے ادا کی ہے۔ اگر اب اس کو ذرا بھی criticize کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ صرف پیپلز پارٹی کے لوگوں کی توہین نہیں ہے وہ اس ملک میں اور خاص طور پر میں کہوں گی بلکہ پوری دنیا میں جو جمہوریت پسند لوگ ہیں ان کی توہین ہے اور جو سیاسی یتیم ہوتے ہیں یقیناً ان کو لیڈروں کا احساس نہیں ہوتا۔ سیاسی یتیموں کو لیڈر کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا اس لئے مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں آپ کو مبارکباد دوں گی کیونکہ آج موقع ملا ہے اور مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب ہم آپ کی ڈیوٹی اپنے ساتھ لگایا کرتے تھے کہ آپ کو نعرے لگانے ہیں کیونکہ آپ کی آواز ماشاء اللہ کافی بلند ہے تو ہاؤس کے اندر جو

آرڈر ہم opposition میں رہتے ہوئے create کرتے تھے اس کا ایک بہت بڑا سہرا آپ کے سر جاتا تھا جب آپ ہمارے نعروں میں ہمارا ساتھ دیتے تھے۔

جناب سپیکر! آج اس بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ تمام تر معاشی بدحالی کے بعد اور تمام تر ناسازگار ماحول کے بعد جتنا balance budget اتحادی گورنمنٹ نے پیش کیا ہے۔اس کے لئے بلاشبہ میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ کوئی آسان بات نہیں تھی کہ جس سطح پر پاکستان اور پھر صوبہ پنجاب کو چھوڑا گیا ہے اس کے بعد ہماری economy کی حالت یہ ہے کہ ہم لڑکھڑا رہے ہیں، روزانہ ہماری سٹاک ایکسچینج crash ہوتی ہے،اس کے بعد میں سمجھتی ہوں اور میرا یہ چیلنج ہے کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج مجھے دکھ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس پورے political process سے باہر رہے جنہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا اور کہا کہ الیکشن نہیں لڑنا چاہیے۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے اور پھر محترمہ (شہید) یاد آئیں گی کہ جب میاں محمد نواز شریف ان کو منانے کے لئے گئے تھے اور تین گھنٹے بعد اللہ کے فضل وکرم سے میاں محمد نواز شریف کو محترمہ نے convince کرکے باہر بھیجا تھا کہ ان کو الیکشن میں حصہ لینا چاہیے اور آج وہ لوگ پارلیمنٹ کو threaten کرتے ہیں، آج وہ لوگ جو coalition partners ہیں ان کے اور ان کی قیادت کے خلاف بات کرتے ہیں تو عجیب لگتا ہے کہ تانگہ پارٹی کے اندر ایک عمران خان صاحب اور ان کے ساتھ دو بندے ہی بیٹھ سکتے ہیں تو جب وہ پارٹی پیپلز پارٹی کی قیادت کے بارے میں بات کرے تو پھر صرف یہی ہوتا ہے کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ"۔ قاضی صاحب کو اب اور کوئی کام نہیں رہ گیا اور میں سمجھتی ہوں کہ ججز کا issue انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں حل ہو جائے گا تو پھر ان لوگوں کی سیاست کا کیا ہوگا اور وہ کس issue پر سیاست کریں گے اس لئے ان لوگوں کو اپنی حیثیت کے مطابق بات کرنی چاہیے۔بجٹ کے اوپر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بلاشبہ بہت سی ایسی اچھی باتیں ہیں جو finger tips کے اوپر گنوائی جا سکتی ہیں جو مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے کیں، میں repeat نہیں کروں گی لیکن چند ایک چیزوں کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی خاص طور پر ان یتیم بچے اور بچیوں کے لئے جو ایجوکیشن سیکٹر میں ہر تحصیل level پر سکول کا initiative لیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس پر حکومت پنجاب خراج تحسین کی مستحق ہے کہ وہ بچے اور بچیاں جن کا دنیا میں کوئی نہیں ہوتا ان کے سر کے اوپر سرپرست کا ہاتھ رکھا گیا ہے اور ان کا بھی حق ہے کہ وہ پنجاب میں تعلیم حاصل کریں۔ جو بیواؤں کے قرضے معاف کرنے کی

بات کی گئی ہے تو آپ جانتے ہیں کہ پچھلی دفعہ قومی اسمبلی میں بھی بیوروکریٹس، سیاستدانوں اور فوجی افسران کی لسٹ پیش ہوئی تھی جنہوں نے اپنے قرضے معاف کرائے، ان کے اوپر تو ہر چیز حلال ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ بیواؤں کے قرضے معاف کرنے کی بات ایک جمہوری حکومت ہی کر سکتی تھی اور اس اقدام پر جمہوری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب سپیکر! ایک چھوٹی بات جس پر مجھے سی تھوڑی تکلیف ہوئی وہ یہ کہ اس پوری بجٹ تقریر کے اندر، چونکہ بجٹ تقریر حکومت اور حکومت کی اہمیت کا آئینہ دار ہوتی ہے کہ آپ کن اداروں اور محکموں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جیسے minorities کے بھائی گلہ کر رہے تھے تو مجھے بھی یہ گلہ ہے کہ پوری بجٹ تقریر کے اندر خواتین کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہماری خواتین میں صرف ایک وزیر ہیں اور ان کے محکمے کا بھی ذکر بجٹ تقریر میں نہیں ہے۔ ان کو تو ہمارے حقوق کی بات کرنی تھی لیکن میرے خیال میں آج ان کی بات بھی ہمیں ہی کرنی پڑے گی۔ میں نے اس کے بعد white paper میں دیکھا تو اس میں بھی یقیناً women department کے بارے میں کچھ outline دی گئی ہے لیکن اس میں بھی Grap Programme جس کے حوالے سے آپ جانتے ہیں کہ ہم نے پچھلی دفعہ اس ہاؤس میں criticize کیا اور وہ Grap Programme ایک ایسا پروگرام ہے کہ پچھلے تین سال سے اس ڈیپارٹمنٹ میں کوئی recruitment ہوئی ہے اور نہ اس کے فنڈز استعمال کئے گئے۔ اب اس Grap Programme کو پنجاب حکومت نے جاری کرنے کا پروگرام بنایا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی عورتوں کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور ان کے لئے Grap Programme جس کا ثمر ہمیں 2020 میں ملے گا تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب کی عورت کے ساتھ زیادتی ہے کہ ہم اس کو 2020 تک لٹکائیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس ہاؤس میں جب پچھلی گورنمنٹ کا آخری بجٹ پیش ہوا تو دو کروڑ روپیہ عورتوں کے لئے رکھا گیا تھا تو میں نے اس وقت بھی criticize کیا تھا کہ پنجاب میں ایک عورت کے حصے میں پانچ روپے آتے ہیں جو کہ زیادتی ہے اور اس دفعہ بجٹ تقریر کے اندر ان دو کروڑ روپوں کا بھی ذکر نہیں ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ جب وہ اپنی wind up speech کریں گے تو اس کو ضرور analyze کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں issues کے اوپر بات کرنی چاہیے۔ اس وقت پنجاب کے عوام کا جو مسئلہ poverty, inflation اور بے روزگاری ہے اس کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ G.D.P rate کیا ہے؟ عام آدمی کی سمجھ میں یہ نہیں آئے گا کہ آپ نے کتنے

ارب روپے رکھے، عام آدمی نہ تو اس figures کو سمجھ سکتا ہے، نہ وہ جاننا چاہتا ہے اور نہ ہی اس کا concern ہے۔ جمہوری حکومتوں اور بجٹ کے اندر لوگوں کا interest اس لئے کم ہوا کہ ہمیشہ گورکھ دھندا اور ہندسوں کا ہیر پھیر کیا گیا ہے اور اسی لئے اس کے اوپر لوگوں کا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ جو مختلف محکموں کے لئے 17۔ارب روپے کی subsidies کا اعلان کیا گیا ہے وہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس کو transparent ہونا چاہیے اور واقعی لوگوں کو محسوس ہونا چاہیے کہ کوئی تبدیلی آئی ہے۔ میں دو تجاویز وزیر خزانہ صاحب کو ضرور دینا چاہوں گی۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اگر ہم ہاؤس کی supremacy کی بات کرتے ہیں، پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں تو ہماری جو تمام پالیسیاں بنتی ہیں وہ کسی بیوروکریٹس سے A.C والے کمرے میں بیٹھ کر نہیں بنوانی چاہئیں کیونکہ یہ ہاؤس اسی لئے موجود ہے۔ ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی یہاں ہاؤس میں discuss کر کے بنانی ہے، ہمیں اپنی صحت کی پالیسی کسی بیوروکریٹس یا کسی سیکرٹری سے نہیں بنوانی، حکومت پنجاب کو صحت یا تعلیمی پالیسی یہاں پر discuss کر کے ہی بنانی چاہیے۔ اگر ہم نے وہی حرکتیں کیں جو پچھلی گورنمنٹ کرتی رہی ہے کہ ہم نے بند کمروں میں بیٹھ کر پالیسیاں بنائیں تو پھر اس کا positive result نہیں نکلے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم دونوں اتحادی جماعتوں کو اپنے mandate کا بھی احساس ہے اور اپنی ذمہ داری کا بھی احساس ہے کہ ہم پر جو اعتماد کیا گیا ہے اگر اس کو ٹھیس پہنچی تو ہمیں شاید دوبارہ موقع کبھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیں ماضی سے سبق سیکھنا چاہیے۔ بجٹ کی کتاب پڑھتے ہوئے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے جو بیوروکریٹس ہیں ان میں سے کسی کی تنخواہ دو یا چار لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ہم یہاں پر کفایت شعاری کی بات کر رہے ہیں تو یقیناً سیکرٹری حضرات اور بیوروکریٹس ہمارے ملک کا ایک بہت قیمتی اثاثہ ہیں لیکن میں نے مختلف محکموں کے اندر ایک بات دیکھی ہے آپ چاہیں تو میں اس کو point out کر سکتی ہوں لیکن میں precise کروں گی کہ بلاوجہ ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحب کی تنخواہ چار لاکھ روپے ہے، پتا نہیں ان کا کیا criteria تھا یا کیا میرٹ تھا کہ جس پر چار لاکھ روپے تنخواہ دی گئی۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ محکمہ صحت میں news papers, periodicals and books پر پچھلے بجٹ میں 42 لاکھ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس پر دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اب وہ 42 لاکھ اور دو کروڑ بڑا huge difference ہے۔ اس کے بعد محکمہ صحت میں advertisement and publicity پر ایک کروڑ روپیہ استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد Punjab Women Development کے لئے ایک کروڑ روپیہ پچھلی حکومت میں رکھا گیا تھا اور مجھے بہت

حیرت ہوئی کہ شاید پنجاب کی عورتوں کے مسائل ختم ہو گئے ہیں اور اس میں صرف 61 لاکھ روپے استعمال کئے گئے یعنی باقی پیسوں کو استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ کیا پنجاب کی عورت بہت ترقی کر گئی، کیا پنجاب کی عورت کا کوئی مسئلہ نہیں تھا کہ اول تو وہ فنڈز ان کو دیئے بہت کم گئے اور جو دیئے گئے ان کو استعمال ہی نہیں کیا گیا؟ entertainment and gifts کے اوپر 22 لاکھ روپیہ چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے استعمال کیا گیا۔ کچھ دلچسپ باتیں میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی جو یہ ہیں کہ مختلف لوگوں کو miscellaneous کے اندر ایسی ایسی رقوم فراہم کی گئیں، آپ بتائیے کہ نکئی خاندان کو financial assistance کی کیا ضرورت ہے، ہمارے پچھلے tenure میں نکئی خاندان سے جو ایم۔پی۔اے تھے ان کو 20 لاکھ روپیہ کس مد میں ادا کیا گیا، ان پر کونسی ایسی غربت طاری ہو گئی تھی جس کے لئے 20 لاکھ روپیہ استعمال کیا گیا۔ پچھلی دفعہ پنجاب حکومت کا جو کفالت پروگرام تھا اس پر ایک ارب 13۔کروڑ روپیہ استعمال ہوا ہے۔ اس کفالت پروگرام کا ذکر نہ کبھی آپ نے سنا اور نہ ہم نے کبھی وہ کفالت پروگرام دیکھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ احتساب کے کٹہرے میں آنے چاہئیں۔ جنہوں نے اتنی بے دردی سے پنجاب کے عوام کا پیسا لوٹا ہے وہ ایک ارب اور تیرہ کروڑ روپے کا حساب ہمیں چاہیے کہ وہ کفالت کن لوگوں کی کی گئی؟ وہ کون سے لوگ تھے جن کی کفالت کی گئی؟ اس میں ایک بڑی عجیب اور مزے کی بات ہے کہ payment of professional fee to S.M.Zafar جو کہ تیس لاکھ روپے ادا کی گئی اور یقیناً یہ پروفیشنل فیس وہ ہے جو صدر صاحب کو الیکشن لڑنے کے لئے ان کی petition جب پنجاب حکومت کی طرف سے دائر کی گئی تو ایس۔ایم ظفر صاحب کو تیس لاکھ روپے professional assistance کے طور پر ادا کیا گیا۔ اس کے علاوہ کوئی سید علی مرتضیٰ صاحب کی بیٹی کو علاج کے لئے ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ جب میں یہ پڑھ رہی تھی تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ بہت خوش قسمت خاتون ہیں جن کے لئے ایک کروڑ اسی لاکھ روپے علاج کے لئے دیئے گئے اور اس عورت کا خیال نہیں آیا۔ مجھے اس وقت لاہور کی بشریٰ بہت یاد آئی جس نے اپنے دو بچوں کے ساتھ ٹرین کے نیچے آ کر خودکشی کی تھی۔ جس کے بچوں کے سکول بستے ٹرین کی پٹڑی کے اوپر سے ملے تھے۔ یہ کون سی خوش قسمت خاتون تھی کہ جس کو ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ علاج کے لئے دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس ملک کے پیسے کو ایسے لوٹا گیا ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اگر میں تفصیل میں جانا شروع کروں تو شاید صبح سے شام ہو جائے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے گزارش کروں گی کہ جو غلطیاں اور جن باتوں کو ہم پچھلی دفعہ بھی criticize کرتے رہے۔ آپ ہمارے ساتھ ان بنچز پر موجود تھے۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ پنجاب کے عوام اگر ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہمیں ووٹ دے کر ایوانوں میں بھیجتے ہیں تو یقیناً ان کی بہت سی امیدیں ہمارے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ کل جو یہاں پر فائیو سٹار اور تھری سٹار کی بات ہوئی۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہونے کا بھرم رکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہیں اور اس کے بعد جب پنجاب کے عوام کے پاس روٹی نہیں ہے، پنجاب کے عوام کے پاس چھت نہیں ہے اور ہم اپنے لئے فائیو سٹار ہوٹل مانگ رہے ہیں تو عام آدمی ہم سے کیا امید رکھے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب والا! میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ایک شعر کہوں گی کہ:۔

اب بھی شب کی پھیلی سلطنت ہے ، اب بھی شب کے تیور تو وہی ہیں
سنا ہے آئی ہے تبدیلی گھر میں ، مگر سب کے مقدر تو وہی ہیں

بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کل میں نے یہاں پر ایم۔پی۔اے کے حقوق کی بات کی تھی مگر آج "پاکستان" اخبار میں اس طریقے سے impression دیا گیا ہے کہ ایم۔پی۔اے کا صرف مقصد ہی فائیو سٹار ہوٹل میں رہنے کا ہے۔ میں نے order of precedent کی بات کی تھی۔ Order of precedent میں آپ دیکھیں کہ سیکرٹری ایم۔پی۔اے سے نیچے آتا ہے۔ ایک ایم۔پی۔اے کا یہ بھی order of precedent ہے کہ وہ اگر آئی۔جی یا چیف سیکرٹری سے ملنا چاہے تو

He just has to inform him that I am coming such and such time and I.G.P and Chief Secretary is bound to receive him out of his office.

میں نے یہ order of precedent کی بات کی تھی مگر یہاں پر اس اخبار پاکستان میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ جیسے ہمارا مقصد ہی فائیو سٹار ہوٹل ہے۔ مجھے دو باتوں پر اعتراض ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ مجھے پیر لکھا گیا ہے۔ میرا نام سید ناظم حسین شاہ ہے پیر آپ کے پاس لاہور میں ہے۔ اگر اخبار والوں کو پیری مریدی بہت ہی پسند ہے تو وہ تو پیری مریدی کا کام کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پورے

ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر اخبار میں رپورٹنگ کریں تو یہ صحیح رپورٹنگ کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہمیں شیطان بناتے جائیں اور خود فرشتے بنتے جائیں اس لئے ممبر کے حقوق کی بات کی ہے۔

جناب والا! میں آج پھر دہراتا ہوں کہ order of precedent کے ساتھ government is bound to provide boarding lodging to all the members جیسا کہ آپ سیکرٹری کو دیتے ہیں تو جو بھی ممبر یہاں پر آتا ہے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں نے یہ بات کی تھی نہ میں کبھی فائیو سٹار میں رہا ہوں نہ مجھے ضرورت ہے میرا گھر ادھر ہے۔ میں نے تو حقوق کی بات کی تھی۔ باقی ابھی محترمہ نے بھی فائیو سٹار کی بات کی ہے تو میں بھی آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ:

قتل کرنا ہے تو مہندی لگے ہاتھوں سے کرو
رنگ الفت بھی رہے خون کی ہولی بھی رہے

شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل میں سمجھتا ہوں کہ پریس کے ساتھی جو یہاں پر بیٹھے ہیں جو کچھ اس اسمبلی میں ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں سارے ہی بڑے قابل ہیں سب اپنے کام کو سمجھتے ہیں اس لئے جو یہاں پر بات ہو رہی ہے اگر اسی طرح رپورٹنگ عوام کے سامنے جائے تو اچھی بات ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو قائم مقام سپیکر بننے پر مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ دوسرا یہاں پر جو فائیو سٹا ہوٹل کی بات کر رہے ہیں۔ ہم عورتیں ہیں اور مختلف علاقوں سے آئی ہیں۔ ہمیں یہاں پر رہائش کی مشکلات ہیں۔ ہمارا ایک respectable background ہے۔ اگر ہمیں جگہ نہیں ملتی تو یہ فائیو سٹار ہوٹل کی بات نہیں ہے۔ اگر ہمیں تھری سٹار ہوٹل یا respectable جگہ ملتی ہے یا ہمیں ایم۔ پی۔ اے ہوسٹل میں جگہ ملتی ہے تو we will always respect the system for that اور اگر عام لوگ یہ respect نہیں کر سکتے کہ پارلیمنٹیرینز جو کہ ان کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں ان کو رہائش نہیں مل رہی اور خصوصی طور پر خواتین کو رہائش نہیں مل رہی تو It is no honourable for our whole government۔ شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں اپنی اسی بہن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنا چاہوں گی کہ جیسے انہوں نے کہا کہ ایم۔پی۔اے ہوسٹل میں جگہ نہیں ملتی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو یہیں پر کاٹ رہا ہوں۔ دیکھیں! اس کے لئے یہ ہے کہ آپ چیمبر میں آئیں اور آکر جو ہاؤسنگ اور لاؤنجگ کے معاملات ہیں یا ممبران کے اپنے معاملات ہیں اس کے لئے اگر آپ چیمبر میں آکر بات کر لیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ یہاں پر ہم عوام کے مسائل کو سننے اور ان کے حل کے لئے آئے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! مجھے تھوڑی سی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جب سے میں ممبر بن کر یہاں پر آئی ہوں۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے ضلع وہاڑی کے ایک ایم۔پی۔اے نے میرے لئے کمرہ نمبر 309 چھوڑا اور وہ میرے نام الاٹ بھی ہو گیا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے بہاولنگر کے ایک ایم۔پی۔اے بھائی نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا اور میری ڈیمانڈ پر انہوں نے وہ کمرہ نہیں چھوڑا۔ اگر میں بھی وہی حرکت کروں تو میں سمجھتی ہوں کہ مجھ میں ان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ کی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے جناب محمد اخلاق۔۔۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک!۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! کل شاہ صاحب نے جو بات کی تھی، کل میں کسی ضروری وجہ سے یہاں پر نہیں تھی۔ میں نے بعد میں وہ اسمبلی کی بات اخبارات میں دیکھی ہے جو کہ misreporting ہوئی ہے۔ سننے میں بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس طرح نہ صرف ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ تمام اسمبلی کے ممبران کا یہ استحقاق بن جاتا ہے۔ جیسے خدانخواستہ ہم اپنے لئے فائیو سٹار ہوٹل کی جگہ مانگیں۔ مجھ سمیت بہت سی ممبران خواتین کو رہائش

نہیں ملی۔ آج میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس کا بندوبست کریں۔ شاہ صاحب! ہمیں فائیو سٹار ہوٹل تو نہیں ملنے والے اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو ریسٹ ہاؤسز ہیں اور جو خالی پڑے ہوئے ہیں ان میں ہمیں رہائش دی جائے۔ میں ایک سفید پوش عورت ہوں اس لئے بہت سے اخراجات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Point of explanation.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ میں نے order of precedent کی بات کی ہے۔ میں نے یہ order of precedent جو ہے آپ کو بھی علم ہے کہ اس کے تحت ایم۔پی۔اے کا جو level ہے اور ہم تقریباً چھ سات سات لاکھ کے نمائندے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جب تک آپ مکمل طریقے سے facilities مہیا نہ کریں۔ میرٹ کی بہت بات کی جاتی ہے مگر آپ سوچیں کہ ایک بچہ یہاں پر میونسپل کارپوریشن کے سکول میں پڑھتا ہے۔ ایک سینٹ اینتھونی میں پڑھتا ہے تو مقابلہ کیا ہوگا؟ پہلی بات یہ ہے کہ سہولیات ہونی چاہئیں اور دوسری جو کہ میں نے order of precedent کی بات کی ہے۔ میں نے کل یہ کہا تھا کہ یہ entitlement ہے۔ میں نے خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ اس لئے باقی آپ کی وساطت سے فوزیہ بہرام صاحبہ ہماری پرانی ساتھی ہیں میں ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ:

ذرا سی بات پہ دیوار و در ہلا ڈالے
کہ جتنے تیر تھے ترکش میں سب چلا ڈالے
گلہ گلہ ہی تھا مل کے مٹ بھی سکتا تھا
یہ کیا کیا کہ تعلق ہی سب بھلا ڈالے

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کی اس بات کو endorse کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں کہ order of precedent میں جو discrimination اور

disparity ہے اس کو دور کیا جائے۔ اگر اخراجات غریب ملک سے برداشت نہیں ہوتے تو بیوروکریسی سے ابتدا کرتے ہوئے اسے بھی کفایت شعاری میں شامل کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آصفہ فاروقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں accommodation کا جو مسئلہ درپیش ہے جیسے ہمارے بھائی نے بالکل صحیح کہا تھا کہ جو rules & regulations میں لکھا ہوتا ہے لیکن اخبارات اور ان کے نمائندوں کو خوش کرنے کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ "ہم فائیو سٹار ہوٹل میں رہائش نہیں لیتے بلکہ ہمیں محمدی بستر یہاں اسمبلی میں لگانے دیں۔ ہم یہاں سوئیں گے کیونکہ یہاں پر واش رومز بھی ہیں کیفے ٹیریا بھی ہے جسے ہم استعمال کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر ہمیں ریسٹ ہاؤسز بھی نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں داتا صاحب کا مسافر خانہ دے دیں۔ ہم وہ استعمال کر لیں گے یا بی بی پاک دامن کے مزار پر ہمارے رہنے کا بندوبست کر دیں۔ ہمیں وہاں سیکورٹی بھی ہے۔

جناب سپیکر! تیسرے نمبر پر یہ کہ ہمیں ریلوے اسٹیشن کے مسافر خانوں میں ٹھہرا دیا جائے تو ہم پلیٹ فارمز پر بھی سونے کو تیار ہیں کیونکہ ہم عوامی خواتین ہیں۔

جناب سپیکر! چوتھے نمبر پر ہمیں انجمن حمایت اسلام کے یتیم خانے میں سیاسی یتیم سمجھ کر وہاں رہائش لے دیں کہ یہ ہمارے ایم۔پی۔ایز shelter less ہیں کیونکہ ان کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے تو ہم وہاں بھی تیار ہیں کیونکہ اگر ہم جیلوں میں جا کر سو سکتے ہیں تو ان جگہوں پر ہمیں کوئی شرم نہیں۔ یہی میری گزارش تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! it should be کہ آپ I.T یونیورسٹی بنانا چاہتے ہیں تو وہ پتا نہیں کون سے سال میں بنے گی اور وزیر اعلیٰ کا دفتر خالی پڑا ہے تو ہمیں یہ اجازت دیں کہ ہم وہاں پر جا کر رہنا شروع کر دیں جو خواتین دوسرے اضلاع سے آئی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی اور اب بھی دوبارہ اس ہاؤس کے سامنے میری request ہے کہ یہ معاملہ بہت بڑا ہے اور اس معاملے یعنی معزز ممبران کی رہائش کے مسئلے کو ہم دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہ واقعی بہت بڑا ہے کہ پورے پنجاب سے آپ اپنے اپنے حلقوں سے نمائندگی کرنے آتے ہیں اور آپ کو اس کے مطابق لاجنگ نہیں ملتی this is a problem اس کا حل نکالنے کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن میں پھر یہ بات معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اس بات کے لئے یہ فورم نہیں ہے بلکہ اس معاملے پر آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر چیمبر میں بات کر سکتے ہیں اور اس کو کریں گے۔یہاں پر ہم بات بجٹ پر کرنے کے لئے آئے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ ساتھی اس پر اپنی input دے دیں۔آج صبح نو بجے اجلاس کا آغاز ہونا تھا تو وزیر خزانہ صاحب کو میں اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ صبح نو بجے ہی آکر اس ہاؤس میں بیٹھ گئے تھے اور وہ صرف آپ کی باتوں کو سننے کے لئے ہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم ساری باتیں چھوڑ کر بجٹ سیشن پر بحث کو آگے بڑھائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ اپنی تقریر کے دوران اپنی قیادت کو ہدیہ عقیدت پیش کر رہی تھیں تو اس وقت انہوں نے میاں محمد نواز شریف کے حوالے سے یہ کہا کہ وہ اپنی بات پر محترمہ کو convince کرنے کے لئے گئے اور دو گھنٹے میں convince ہو کر واپس آ گئے۔بات اصل میں national issues کی ہے۔اُس وقت بھی قوم کو پرویز مشرف کی رخصتی کا مسئلہ درپیش تھا اور چونکہ اس وقت اس issue کو اُس انداز میں نہیں لیا گیا اور وہ مصیبت آج بھی ہمارے سر پر نتیجتاً ہے۔ملک کے وکلاء، سول سوسائٹی اور سیاسی پارٹیوں نے اُسی مقصد کے لئے لانگ مارچ بھی کیا تو ہم چاہیں گے کہ یہاں پر coalition government ہے ہمیں اُس کو احسن انداز میں آگے بڑھانا ہے اور جہاں اپنی قیادت کو tribute پیش کرنا ہے تو اس وقت ان issues کو جو sensitive ہیں ان کی بابت مستقبل میں ہمیں محتاط رویہ رکھنا ہے وگرنہ آج پوری قوم پرویز مشرف کی رخصتی کا تقاضا کر رہی ہے اور ان جمہوری جماعتوں کو جنہیں عوام نے 18۔فروری 2008 کو mandate دیا ہے، ان سے اس بات کا تقاضا

کر رہی ہے کہ پرویز مشرف کی رخصتی کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں یہاں پر اس ضرورت کی طرف بھی اُن کی توجہ دلاؤں گا کہ اس قومی issue پر مثبت انداز میں ہمارے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ ہم عوام کو 18-فروری 2008 کے انتخاب کے نتیجے میں serve کر سکیں۔ صوبے کے اندر مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ کر سکیں اور صوبے کو ترقی کے راستے پر گامزن کر سکیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اگر میری بات کو miss understood کیا گیا ہے تو مجھے حق ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ بات یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے ذکر کیا کہ میاں محمد نواز شریف جب محترمہ کو بائیکاٹ کے لئے منانے گئے تھے تو یہ ایک fact ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان مولوی حضرات کے اس وقت A.P.D.M کے شوق میں کہ جنہوں نے 17 ویں ترمیم پر حلوہ کھایا تھا اور آج بھی جب ہم مشرف کو دھکا لگا رہے ہیں تو یہ مہربانی بھی انہی کی ہے۔ 17 ویں ترمیم کے اوپر ان کو ہمارے سر پر سوار نہ کیا گیا ہوتا تو اس لعنت سے ہماری جان بڑی دیر پہلے چھوٹ سکتی تھی۔

جناب سپیکر! میں نے صرف یہ کہا کہ اس وقت یہی بات ہے کہ critical issue تھا اور critical issue پر دونوں نے اپنی اپنی رائے دی اور اس کے بعد محترمہ نے میاں صاحب کو convince کیا کہ جو راستہ جمہوریت کی طرف جاتا ہے، جو راستہ الیکشن کی طرف جاتا ہے ہمیں وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے اور میں سمجھتی ہوں کہ آج justify ہوئی یہ بات کہ ہم Houses میں رہ کر پارلیمنٹ کو بنا کر زیادہ بہتر طور پر serve کر سکتے ہیں یا یہ کہ ہم باہر مال روڈ پر۔ آپ جانتے ہیں اور آپ نے اور ہم نے ماریں بھی کھائی ہیں، ہم نے اس مال روڈ پر دھرنے بھی دیئے ہیں جن کے اوپر آج یہ اپوزیشن والے کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ ہم نے یہ سب کر کے دیکھا but اگر مشرف سے جان چھڑائی جائے گی تو وہ بھی پارلیمنٹ کے ذریعے ہو گی اگر جج بحال ہوں گے تو وہ بھی پارلیمنٹ کے ذریعے سے ہوں گے اس لئے پارلیمنٹ کی supremacy کے لئے محترمہ کا point of view justify ہوا۔ وہ آج بھی ثابت ہو رہا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک تھیں۔ میں نے صرف یہ کہا کہ دونوں قائدین نے ایک بات پر convince ہو کر الیکشن میں جانے کا فیصلہ کیا تھا اور جو کہ اچھا initiative تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں صرف یہاں پر ایک بات کرنا چاہوں گا کہ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی جمہوریت کے لئے خدمات بہت زیادہ ہیں لیکن جوش خطابت میں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر آج اس اسمبلی میں کسی جماعت کی نمائندگی موجود نہیں ہے لیکن جمہوریت کے اندر ان کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا پورا حق تو موجود ہے۔ آج ووٹ کی طاقت سے عوام نے آپ کی جماعتوں کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر فیصلہ کریں لیکن میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وہ جو مولوی حضرات جس طرح آپ نے دو دفعہ ذکر کیا وہ ہمارے معاشرہ کا حصہ ہیں اور ان کی ایک عزت اور ایک مقام ہے جو کہ رہے گا۔ بات صرف اتنی ہے کہ جمہوریت کی خوبصورتی یہ ہے کہ آج عوام نے آپ کو اختیار دیا ہے لیکن ہم نے ان کی خواہشات کا بھی احترام کرنا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے ان مولوی حضرات کی بات کی جنھوں نے 17ویں ترمیم پر مشرف صاحب کو support کیا تھا۔ باقی علماکرام یا مولوی حضرات کی بات نہیں ہو رہی میں نے so call مولوی حضرات کی بات کی تھی اور بات یہ ہے کہ آپ جمہوریت کی بات تو کرتے ہیں تو کیا آپ allow کرتے ہیں کہ چند گنتی کے لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ اور آصف زرداری صاحب کے بارے میں اگر عمران خان بات کرے تو کیا وہ جچتی ہے، کیا عمران خان صاحب بھول گئے ہیں کہ شوکت خانم ہسپتال کے اندر کس طرح کے گھپلے ہوئے ہیں ہم نہیں جانتے؟ ورلڈ کپ جب ہوا تو ان کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ عمران خان ہمارے پیسے کھا گئے ہیں۔ ہم بھی لیڈر کی قدر کرنا جانتے ہیں، ہم لیڈر کو احترام دینا جانتے ہیں لیکن اگر ہماری لیڈر شپ کے ساتھ اس قسم کا پراپیگنڈہ اور زبان استعمال کی گئی تو پھر ہم سے بھی کسی قسم کی نرمی کی توقع نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم بجٹ پر بحث کرنے سے پھر ہٹ گئے ہیں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس میں سب دوستوں کو وقت دوں اور انہیں بات کرنے کا موقع دوں لیکن میری سب سے بہت مؤدبانہ گزارش ہے اور آپ سب میرے لئے بہت محترم ہیں۔ آپ سب اپنے ووٹ کی طاقت سے یہاں موجود ہیں۔ اب ہم بجٹ پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں اور اب ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب بات کریں گے۔

DR. MUHAMMAD AKHTAR MALIK: Nice to see you here on the Speaker chair

میرا ٹائم تو سوموار کا تھا لیکن آج مجھے وقت دے دیا گیا ہے تو میں نے کہا کہ چلو اس سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ سوموار کو پتا نہیں آ سکیں یا نہیں کیونکہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کا ملتان کا دورہ ہے اور شاید ہمیں ان کے ساتھ رہنا پڑے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان جس حالت میں کھڑا ہے میں یہی کہوں گا کہ جب تخلیق پاکستان ہوئی تو اس وقت کی نسل نے اپنے خون سے اس کے خاکے میں اپنا رنگ بھرا اور پاکستان کو اس حالت میں قائم رکھنے کے لئے بھٹو خاندان کے خون کا رنگ بھی شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آج سب سے پہلے چونکہ میں اس پارٹی کا نمائندہ بھی ہوں اور اس ہاؤس کا ممبر بھی ہوں، اس کے خاکے میں رنگ بھرنے والوں کو tribute پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہوں گا کہ سب نیتوں پر depend کرتا ہے بھٹو خاندان کی نیت نیک تھی آج ان کا نام بھی ہے اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک رہے گا۔ میں میاں محمد نواز شریف کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ ان کی نیت بھی اس ملک اور قوم کی خدمت کے لئے نیک ہے اور وہ نیک مقاصد لے کر چلے ہوئے ہیں تو آج قوم نے بھی ان کا ساتھ دیا ہے اس کے نتیجے میں آج یہ coalition حکومت قائم ہے۔ سب سے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا اور اس میں نئے taxes نہیں لگائے گئے صرف امراء کے لئے جو luxury taxes لگائے گئے وہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آج کے دور کا تقاضا ہے۔ ہمارا تعلق دیہاتی علاقے سے زیادہ ہے جہاں پر 80 فیصد سے زیادہ لوگ درمیانے یا غریب طبقے کے ہیں میری تجویز یہ تھی کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو ہم لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے آپ کے لئے دال سستی کرائی، ہم نے آپ کے لئے گھی سستا کرایا، ہم نے آپ کے لئے کھانے پینے کی عام چیزیں سستی کرائیں اس کا impact ہمارے بجٹ میں زیادہ بہتر ہونا تھا کیونکہ غریب کو بڑی گاڑیوں سے واسطہ ہے نہ ہی ان کو زمینوں سے اس کو واسطہ ہے تو اس چیز سے ہے کہ جب وہ دن کو مزدوری کر کے شام کو جائے تو اپنے بچوں کے لئے روٹی پانی کا بندوبست کر کے جائے اگر اس کے لئے کچھ suggestions دے کر یا لے کر اگر ہماری common eatable things کی قیمتیں کم ہو جائیں تو میرے خیال میں اس بجٹ کا بہت impact پڑے گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہوں گا کہ European countries کے پانچ سالہ، دس سالہ اور بیس سالہ منصوبے ہوتے ہیں جو بھی حکومت آتی ہے ان منصوبوں کو نہیں چھیڑتی وہ

منصوبے اسی طرح چلتے رہتے ہیں۔ اگر پنجاب کے لئے کوئی ایسا دس سالہ، پندرہ سالہ جو بھی feasible plan ہو بنایا جائے اور جو بھی حکومت آئے جس کی بھی باری ہو وہ اس کو نہ چھیڑے اسی طرح وہ plan چلتا رہے اس کے لئے planning کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اچھے صاحب الرائے لوگ بیٹھے ہیں اگر ان سے مشورہ لیا جائے تو ایک plan بن سکتا ہے چاہے وہ health کے بارے میں ہو، چاہے education کے بارے میں ہو یا agriculture کے بارے میں ہو۔ آج پاکستان کی عوام کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں انصاف کی عدم فراہمی، غربت، بے روزگاری اور مہنگائی ہے یہ تمام چیزیں مل کر آج پاکستان کو اس نہج پر لے گئی ہیں جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پچھلی حکومت کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ آج ان چیزوں کے لئے ہمیں مل بیٹھ کر ان کا حل نکالنے کی ضرورت ہے۔ میں دو تین باتیں کر کے آپ سے اجازت لوں گا میری health کے بارے میں تجاویز ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ صحت اور تعلیم for all at equal basis اس کے لئے اگر health insurance policy کا اجراء کر دیا جائے کہ غریب جو کوئی سالانہ minimum payment دے دے اور اس کو اس پر health facilities پورے سال کے لئے ملتی رہے تو اس سے عام لوگ جو بڑے ہسپتالوں میں نہیں پہنچ سکتے ان کو علاج کرانے کے لئے آسانی ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی اداروں میں self finance سکیم کی سیٹیں ختم کی گئی ہیں میں اس کو appreciate کرتا ہوں کیونکہ ہمارا معاشرہ اس طبقاتی جنگ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آج جن مسائل میں لوگ گھرے ہوئے ہیں خانہ جنگی کی condition پچھلے دور میں نظر آتی تھی کہ بڑا difference ہے have اور have not میں۔ یہ self finance scheme ختم کر کے میں سمجھتا ہوں کہ ایک خوش آئند قدم اٹھایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات بھی self finance scheme کے ساتھ ہی منسلک ہے کہ یہاں کچھ عرصہ سے انٹری ٹیسٹ کا اجراء ہوا تھا تو اس میں ہمارے talented لوگ خاص طور پر جنوبی پنجاب کے لوگ رہ جاتے ہیں۔ آپ کے علم میں شاید یہ ہو کہ یہاں پر کچھ اکیڈمیاں بنی ہوئی ہیں کوئی KIPS نام کی اور دوسرے ناموں کی جہاں سے وہ لوگ جو پچیس تیس ہزار روپے فیس afford کر سکتے ہیں وہ لوگ انٹری ٹیسٹ میں نکل جاتے ہیں لیکن جو بچے یہ پیسے afford نہیں کر سکتے وہ انٹری ٹیسٹ میں رہ جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا ہمارا talent جنوبی پنجاب کے حوالے سے ضائع ہو رہا ہے۔ اگر حکومت اس انٹری ٹیسٹ کو جاری کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کی باقاعدہ کالجز میں ٹریننگ دی

جائے یا پھر سارا system ختم کرکے سب کو ایک جیسی جیسا کہ میں نے کہا کہ education for all at equal basis اور health for all at equal basis پر اگر کر لیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! ہیلتھ اور ایجوکیشن میں جو contract system چل رہا ہے ابھی تو ہمارے بہت سارے سینئر دوست بیٹھے ہیں جب یہ ریٹائرڈ ہو جائیں گے تو ان اداروں میں ایک بہت بڑا disaster آنے والا ہے جو ہمیں نظر آ رہا ہے۔ health اور education ایک دم flop ہوں گے۔ contract system والے نظام کو ختم کرکے ان کو permanent کرنا چاہیے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ کسی سے کرائے کا گھر لیں تو ہماری قوم کی یہ nature ہے کہ جاتے ہوئے اس کا بلب بھی اتار لیں گے۔ اب کسی کو اگر جاب کی security نہ ہو تو وہ اس ادارے، ملک اور قوم کی کیا خدمت کرے گا؟ جس کی security ہوتی ہے، اس پر چیک ہوتا ہے کہ یہ permanent ملازم ہے اس کی ہم تنخواہ روک سکتے ہیں اس لئے میرے خیال میں education اور health sector میں اس contract system کو ختم کرنا چاہیے۔ آج کل لوگ ہیپاٹائٹس کی باتیں عام کر رہے ہیں اس میں quackery سب سے بڑا role ادا کر رہی ہے اور quackery اور unhygienic condition اس مرض میں بڑا کردار ہے۔ اگر وزیر خزانہ quackery کا سدباب کرنے کے لئے ایک ٹیم بنائیں اور اس کو پورے پنجاب سے ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں پانچویں بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ food adulteration ہر جگہ بہت ہو رہی ہے۔ جب سے ہمارا بلدیاتی نظام آیا ہے وہ سارا سسٹم flop ہو گیا ہے پہلے لوگوں کو مجسٹریٹ کا ڈر ہوتا تھا کہ وہ آئے گا اور چیک کرے گا اور اگر کوئی غلطی نکلی تو ہمیں جرمانہ بھرنا پڑے گا یا ہماری دکان seal ہو جائے گی لیکن اس بلدیاتی نظام میں کسی کو کچھ پتا نہیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے اور ہمارے دفتر کون سے ہیں؟ لوگ سارا دن اس چکر میں گھوم پھر کر واپس آ جاتے ہیں۔ یہ بلدیاتی نظام کی بات چل نکلی تو میں یہی کہوں گا کہ اس بلدیاتی نظام کو look after کیا جائے بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ جو ہمارا پرانا نظام تھا وہ بحال کیا جائے وہ قدرے بہتر تھا۔ اس نظام کی وجہ سے بڑی قباحتیں ہمارے معاشرے میں آئی ہوئی ہیں۔ پچھلے ادوار میں اسمبلی اور ان کا ٹکراؤ بھی دیکھنے میں آیا اور شاید آئندہ بھی آپ دیکھیں تو food adulteration کے لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ اس پر خاص توجہ دیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت پر صرف اتنا کہوں گا کہ زمیندار وہ مظلوم طبقہ ہے جس کو پوری دنیا کھاتی ہے۔ اس کو انسان، چرند پرند ہر چیز کھاتی ہے لیکن اس کو معاوضہ نہیں ملتا۔ معاوضہ یا تو middle man کما جاتا ہے یا پھر جہاں مارکیٹ میں گندم اور فصل پہنچتی ہے وہ لوگ کماتے ہیں۔ اگر فصلوں کے لئے insurance policy بھی رائج کی جائے تو زمینداروں کو ایک بڑی support ملے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے جو سبسڈی ٹریکٹرز کے لئے دی ہے لیکن اس میں کسی زمیندار کو surety نہیں ہے یہ سارا ایک قدرتی عمل ہے کہ فصل ہوگی یا نہیں ہوگی اگر ہم ان کو تھوڑا سا support کر دیں کیونکہ 70 فیصد آبادی ہماری دیہاتوں سے تعلق رکھتی ہے اگر ہم ان کو support کر دیں کیونکہ زمینداروں کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہے اگر اس کا کوئی مکان ہے تو اس نے اسی مکان میں رہنا ہے اور اگر ایک ایکڑ زمین ہے تو اس نے اس کی حفاظت کرنی ہے اس لئے تمام بنک اس پر حاوی ہوتے ہیں اور زمیندار قرضہ لیتا ہے وہ بھاگ نہیں سکتا اس لئے میری گزارش ہوگی کہ ان کے لئے بغیر سود کے قرضے جاری کئے جائیں اس سے زمیندار نہ صرف ملک کی ترقی کے لئے اپنا حصہ شامل کرے گا بلکہ وہ خود بھی خوشحال ہوگا۔ جب زمیندار خوشحال ہوتا ہے تو مارکیٹیں اور بازار خوشحال ہوتے ہیں۔ میں انڈسٹری کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر زمیندار کے پاس پیسا آتا ہے تو وہ اپنے بچوں کی شادی کرے گا، مکان بنائے گا اور کپڑے لے گا لیکن اگر کسی industrialist کے پاس پیسا آتا ہے تو اس نے اپنی نئی انڈسٹری لگانی ہوتی ہے ان کے پاس ان چیزوں کی کمی نہیں ہے۔ جب زمیندار کے پاس پیسا آتا ہے تو مارکیٹ میں پیسا آتا ہے تاجر برادری میں پیسا آتا ہے اس طرح پیسے کی circulation ہوتی ہے اس لئے اگر ہم زمیندار کو support کریں گے تو زمیندار کا پاکستان کی ترقی میں بڑا حصہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں دوسری اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج پورے ملک پر ایک سٹاک مافیا چھایا ہوا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اب اس فصل کی قیمت بڑھنے والی ہے تو وہ لے کر اسے سٹاک کر لیتا ہے۔ اگر اس سٹاک مافیا کو ختم کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ دن بدن جو چیزوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں یہ کم ہوں گی۔ Throughout the year price fix ہونی چاہیے کوئی بندہ بھی اس قیمت سے کم بیچے نہ زیادہ۔ لہذا میں دوبارہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اس سٹاک مافیا کے خلاف کوئی action لینا چاہیے۔ حکومت نے A.D.P میں جو فنڈز رکھے ہیں میں انھیں appreciate کرتا ہوں وقت کی کمی

کی وجہ سے تمام ممبران سے سکیمیں نہیں لی گئیں ہماری کچھ on going سکیمیں بھی چل رہی ہیں ان میں بھی پیسے آئے ہوئے ہیں۔

میں استدعا کروں گا کہ ممبران کی priorities پر A.D.P کے فنڈز تقسیم کئے جائیں کیونکہ اگر میرے حلقے کے کوئی مسائل ہیں تو وہ میں زیادہ بہتر جانتا ہوں اور کسی دوسرے معزز ممبر کے مسائل ہیں تو وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

جناب والا! میں آخری بات کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا جیسے میں نے کہا کہ غریب تو چاہتا ہے کہ ہماری دال، روٹی سستی ہو اس کے علاوہ غریب کو بجٹ سے کوئی غرض نہیں ہے۔اگر مختلف علاقوں میں غریبوں کے لئے پانچ اور تین مرلہ سکیمیں بنائی جائیں تو ہم لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں گے کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کیا ہے۔اب میں جناب کا زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف ایک شعر عرض کروں گا۔

چلو اٹھو زمین کھودیں اور دل بو دیں
اس بے رنگ جینے سے نہ تم خوش ہو نہ میں خوش ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جناب افتخار علی کھیتران!

جناب افتخار علی کھتران المعروف بابر خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں اس عوام دوست بجٹ کو appreciate کرنا چاہوں گا جو ہمارے ملنسار وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف کی قیادت میں پیش کیا۔یقیناً یہ عوام کے مزاج کا عکاس تھا اور جس طرح مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت کے ساتھ یہ ایوان معرض وجود میں آیا ہے۔یہ بجٹ ہماری commitment اور اعتماد کو reflect کر رہا ہے جس کے ساتھ ہم اس ایوان میں موجود ہیں۔میں اپنی بجٹ تقریر کا آغاز لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے کرنا چاہوں گا اس کے بنیادی tools میں جوڈیشری اور پولیس سسٹم ہے۔جوڈیشری کے حوالے سے یقیناً ضرورت تھی کہ ججز کو کم از کم وہ اعتماد ہو جس سے ان کی بہتر معیشت اور معیار زندگی کا سبب بن سکے، جو انھیں ایماندار رکھ سکے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جوڈیشری سسٹم پر عام آدمی کا اعتماد ہے، کیا وہ یقین کرتا ہے کہ جب وہ عدالتوں میں جائے گا تو اس کے ساتھ انصاف ہو گا؟ ہم سب اس بات سے آگاہ ہیں کہ پاکستان اور پنجاب کے عوام جوڈیشری سسٹم کے حوالے سے اعتماد اور یقین کے ساتھ نہیں ہیں جو کہ ہونا چاہیے۔اس کی بنیادی وجہ

ججز کے وہ فیصلے ہیں جن پر کوئی check نہیں ہے کہ یہ فیصلہ انصاف کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں اور جب سڑکوں اور چوراہوں پر یہ گفتگو ہو کہ انصاف بکتا ہے تو پھر یہ ہمارے ملک اور ہمارے ایوان کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے کہ ہماری سٹیٹ کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر! جب ہم پولیس کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اس ایوان کے اندر پہلی تحریک استحقاق سردار سعید اکبر خان نے R.P.O فیصل آباد کے خلاف دی تھی۔اسی طرح آج ہماری ایک خاتون ممبر نے شیخوپورہ میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کی ہے۔یہاں پر پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے performance oriented incentives کی بات کی گئی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا سسٹم ہے کہ جو لوگ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہے انھیں روک سکے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس کے لئے قانون سازی اور خصوصاً check system بنیادی چیزیں ہیں جب تک ان معاملات کو نہیں روکا جائے گا تو یہ بداعتمادی، اقربا پروری اور لاء اینڈ آرڈر اسی طرح بڑھتا جائے گا۔جب ہم بجٹ کو تعلیم کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس حوالے سے اپنے لوگوں کو تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔میٹرک اور ایف۔اے پاس کرنے والے نوجوان، اپنی فیملی کے لئے کس قدر مفید ہیں؟ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہماری زیادہ معیشت ایگریکلچر سے وابستہ ہے تو ایک شخص دس یا بارہ سال پڑھنے کے بعد جب واپس اپنے خاندان کے پاس جاتا ہے تو اس کی اپنے خاندان کے لئے کوئی عملی افادیت نہیں ہے۔کیا زرعی ملک کے اندر ہمارا نظام تعلیم یہ فراہم کرتا ہے کہ جب بچہ اپنے آبائی پیشے کی طرف جائے تو وہ ان کے لئے بہتر سہولت کا سبب بن سکے لیکن یہاں پر وہی پولیٹیکل سائنس اور باقی سبجیکٹس پڑھائے جا رہے ہیں جن کی عملی طور پر کوئی افادیت نہیں ہے لیکن نام دیا جا رہا ہے کہ ہماری quality education بہتر ہو رہی ہے۔

میں استدعا کروں گا کہ ہمیں ایسے نصاب کی ضرورت ہے جو عملی طور پر افادیت پیدا کر سکے لہذا ایگریکلچر بطور عملی subject کی ضرورت ہے اور اسے سکولوں اور کالجز میں میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور گریجوایشن تک لاگو کیا جائے۔اسی طرح اگر کوئی فیملی کاروبار سے وابستہ ہے اور اس کا بچہ B.B.A or M.B.A نہیں پڑھتا تب بھی اسے بزنس کے basic concepts اور ideas واضح ہونے چاہئیں اور یہ نظام تعلیم ہی اسے فراہم کر سکتا ہے لہذا موجودہ حالات اور ضروریات کے مطابق ہمیں تعلیمی سلیبس کو review کرنا چاہیے اور ہمیں executive

approach کے ساتھ فیصلے کرنے چاہئیں۔ محکمہ تعلیم کے اندر ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ اداروں کو مسلسل criticize کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا کے اندر کہیں بھی سٹیٹ یونیورسٹیز ہیں تو ان کا ایک اپنا معیار ہے جو سستی تعلیم مہیا کرتی ہیں لیکن private institutions اپنی reputation پر سٹوڈنٹس کو attach کرتے ہیں اور اگر وہ قیمت لیتے ہیں تو وہ performance پر لیتے ہیں اور لوگ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومتی تعلیمی اداروں کا معیار بہتر کیا جائے یہ ہماری اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم تعلیم کو کاروبار کا نام دے کر ان کا راستہ یا انھیں facilitate کرنا بند کر دیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم صحت اور علاج کے حوالے سے دیکھیں تو جس علاقے لیہ سے میں آیا ہوں وہ اکنامک سروے اور facilities کے حوالے سے سب سے آخری نمبر پر declared district ہے وہاں ڈائلسیز اور ہیپاٹائٹس کا علاج لوگوں کی قوت برداشت سے باہر ہے کیونکہ جہاں لوگوں کا معیار زندگی کم ہے وہاں لوگ اس علاج کو afford نہیں کر سکتے لہذا استدعا ہے کہ جن امراض کے علاج کے لئے عام آدمی afford نہیں کر سکتا حکومت کو ان امراض کے لئے extra budget allocate کرنا چاہیے اور وہ بجٹ عام آدمی کے لئے دستیاب ہو۔ جیسے پہلے ذکر کیا جا رہا تھا کہ کسی village person کو کروڑ، ڈیڑھ کروڑ روپیہ available ہے تو عام آدمی کے لئے کم از کم معقول حد تک تو availability ہو۔

جناب والا! یہاں پر وزیر زراعت اولکھ صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کی موجودگی میں عرض کروں گا کہ جب ہم ایگریکلچر کی طرف آتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کھیتوں کے اندر کیا performance دے رہا ہے؟ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بہت زیادہ committed ہو کر ناقص ادویات اور بیج کے حوالے سے کام ہو رہا ہے لیکن کیا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا فیلڈ سٹاف کسانوں کے کھیتوں میں موجود ہے یا وہ صرف ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کے رقبے اور باغ کے اندر کام کر رہے ہیں؟ تو پھر ایسے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کاشتکار کو ٹیکنالوجی شفٹ ہو رہی ہے تو میں دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ وہ پرائیویٹ کمپنیز کے ذریعے ہو رہی ہے۔ وہ ادارے جو ملٹی نیشنل ہیں techniques ان کے ذریعے آ رہی ہیں لیکن ہمارے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز کی performance نہ ہونے کے برابر ہے حتیٰ کہ کاشتکار اعتماد ہی نہیں کرتا کہ کوئی ادارہ موجود ہے اور میں جا کر وہاں سے معلومات یا guidance لے سکتا ہوں۔

on papers تو ہماری تمام چیزیں بہترین حالت میں ہیں اور perfect ہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ on grounds ان کی کیا افادیت ہے؟ آپ بہتر جانتے ہیں کہ جو بھی پالیسی بنتی ہے اس کے اندر بہترین plus, minus, advantages show کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ privilege ہیں وہ privilege ہیں لیکن اس کی output سڑک پر، لوگوں میں نظر نہیں آرہی۔ ہم میاں شہباز شریف صاحب پر اعتماد کرتے ہیں اور یقیناً اُن کا نام ہی اعتماد ہے۔ لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب سے وہ آئے ہیں آفیسرز کے اندر performance کے حوالے سے بہت زیادہ بہتری آئی ہے لیکن اس بہتری کو عام آدمی تک پہنچانا اس بجٹ کی خوبی ہوگی۔ اگر اس بجٹ سے عام آدمی تک وہ facility نہیں پہنچتی تو یقیناً یہ ایک اچھا document تو ہو سکتا ہے لیکن اچھا آغاز ہم نہیں کہہ سکیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ agriculture میں marketing system کی یقیناً اصلاح ہونے والی ہے۔ اگر انڈیا، مہاراشٹر میں internet کے ذریعے marketing system develop کیا جا سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہو سکتا؟ ایک جگہ کا آڑھتی وہاں کے لوگوں کو exploit تو کرے لیکن ہمارا marketing system کاشت کار کو facility فراہم نہ کرے کہ وہ اپنی جنس کی صحیح قیمت وصول کر سکے تو prediction, statistical department کی performance کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے جو اس بات کو واضح کر سکے کہ اس جنس کی قیمت آئندہ کیا ہوگی تاکہ مارکیٹ کے حوالے سے کاشت کار کو فصل کاشت کرنے سے پہلے یہ علم ہو کہ جس فصل کو میں کاشت کرنے جا رہا ہوں اس کا آئندہ future کیا ہوگا، اس کی pricing کی امکانی صورتحال کیا ہے؟ اس کو ہمیں systematically develop کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر! جب ہم لاہور میں اسمبلی کی طرف آتے ہیں تو ہمیں اکثر ایک یا آدھا گھنٹہ دیر ہو جاتی ہے۔ ایسا سڑکوں پر رش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پنجاب میں shifting of population ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ پورے پنجاب سے لوگ دیہاتوں سے اٹھ کر بڑے شہروں میں shift ہو رہے ہیں۔ آپ لاکھ planning کرتے جائیں، آپ لاکھ سڑکیں بناتے جائیں، super highways بناتے جائیں، mono train چلا دیں۔ جب آپ کی آبادی limit سے باہر ہوگی تو پھر ان سب چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کراچی کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں حکومتی ادارے ناکام ہو چکے ہیں۔ امن و امان کے حوالے سے کوئی performance دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ہمیں

چاہیے کہ جہاں سے لوگ shift ہو کر آ رہے ہیں ان علاقوں میں ساری بنیادی سہولتیں، روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ لوگ بڑے شہروں میں نہ آئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کو جب میں نے لیہ کے نمائندے کے حوالے سے دیکھا تو مجھے ایسے لگا جیسا کہ لیہ سندھ کے بجٹ document میں ہو گا۔ مجھے اس بجٹ میں کہیں بھی لیہ کے حوالے سے کچھ نہیں نظر نہیں آیا۔ کافی کوشش کے بعد block allocation کے حوالے سے ذکر ہوا ہے۔ کیا پسماندہ ترین ضلع میں وہاں کے لوگوں کو ان کا share فراہم کیا جا رہا ہے، کیا بجٹ میں declare population proportionate کو سامنے رکھا گیا ہے؟ جنوبی پنجاب کا شمالی پنجاب پر یقیناً ایک سوال ہو گا لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ آبادی کے تناسب کو کیا حیثیت دی گئی ہے، کیا جو development decide کی گئی ہے اس میں آبادی کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب bell ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا جلد از جلد wind up کریں۔ کافی پہلے آپ کے لئے یہ bell ہو چکی تھی۔ چونکہ تمام دوستوں نے بات کرنی ہے لہذا اپنی بات مختصر کریں۔ ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب افتخار علی کھیتران العروف بابر خان: جی، بہتر ہے میں تین چار points بیان کر کے اپنی بات ختم کر لیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیے!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ پچھلے ہاؤس میں بھی تھے، ہم اکٹھے تھے میں نے اس وقت بھی یہ بات point out کی تھی، آج پھر دہراتا ہوں کہ جب یہ ہاؤس 80 ممبران کا تھا تو اس وقت بجٹ speech کے لئے چار دن ملتے تھے یعنی 20 آدمی ایک دن کے لئے بنتے تھے۔ اب یہ ہاؤس 371 ممبران پر مشتمل ہے لیکن اب ہمیں تین دن speech کے لئے مل رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اس حساب سے وقت دیا جائے کہ 20 آدمی ہر روز بجٹ پر participate کرتے ہوئے تقریر کریں۔ یہ ایک ایسا اجلاس ہوتا ہے کہ ہر ممبر اس میں participate کرنا چاہتا ہے۔ ہم جو مختلف علاقوں سے elect ہو کر آتے ہیں۔ ہر معزز ممبر کے حلقہ کے different problems ہوتے ہیں۔

آپ کے اپنے مسائل ہیں، میرے حلقے کے مسائل مختلف ہیں۔ پارلیمنٹ کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے، supremacy of the legislature اسی لئے ہوتی ہے کہ ہم مختلف علاقوں سے elect ہو کر آتے ہیں۔ ہر حلقے کے مختلف مسائل ہوتے ہیں اور معزز ممبران ان کو یہاں پر discuss کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا تعلق گجرات یا منڈی بہاؤالدین سے ہے۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ مظفر گڑھ میں کیا مسائل ہیں، ڈیرہ غازی خان میں کیا مسائل ہیں، ملتان میں کیا مسائل ہیں؟

جناب والا! ہمیشہ زندہ لوگ قوانین بناتے ہیں۔ ہم سے پہلے لوگ جو قوانین بنا گئے ہیں وہ اس وقت کی priorities تھیں، وہ اس وقت کی ترجیحات تھیں۔ انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق، اپنی ترجیحات کے مطابق قوانین بنائے۔ آج ہمارے اس ہاؤس میں ممبران کی تعداد 80 سے بڑھ کر 371 ہو چکی ہے اس لئے جب ہاؤس میں ممبران کی تعداد بڑھ گئی ہے تو ان ممبران کا یہ بھی استحقاق ہے کہ انھیں budget speech کے لئے کم از کم پندرہ دن ملنے چاہئیں۔ یہی میری گزارش ہے، اس چیز کو مدنظر رکھیں۔ You have the power, Speaker has the power آپ کے اختیارات میں ہے کہ تین دن کی بجائے آپ چھ یا سات دن کر سکتے ہیں۔ 1970 میں جب first time I got elected اس وقت یہاں پر اسمبلی کے 130 working days ہوتے تھے۔ تقریباً 9 یا 10 مہینے House in session رہتا تھا۔ اب آپ نے اس کو کم کر کے 70 کر دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی بامر ضرورت، بڑی شدید ضرورت کے تحت اجلاس بلایا جاتا ہے۔ ورنہ ہمارے ارباب اقتدار کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اجلاس نہ ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اجلاس ہوتا رہے تو کافی مسائل حل ہو جائیں گے، discussion کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ مسائل حل ہو جائیں اس لئے میری یہ گزارش ہے، یہ آپ کے اختیار میں ہے، آپ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ مہربانی کر کے ہاؤس میں بجٹ speeches کے لئے دن بڑھائے جائیں۔ دیکھیں king is a person who makes at every step. You are in power now. اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عہدہ دیا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی عہدہ دیا ہے۔ وہ یہاں پر ایک نئی، منفرد تاریخ مرتب کر سکتے ہیں۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ ان تین دنوں کو پندرہ دن کر لیا جائے۔ بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سید ناظم شاہ صاحب کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اس لئے کہ باہر بیٹھی ہوئی اپوزیشن، میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور قوم، عوام، استحصال زدہ لوگ یہ نہ

سمجھیں کہ یہ اسمبلی صرف گفتند، نشستند اور برخاستند والی ہے۔ یہ تاثر نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے بجٹ پر بحث کے لئے دنوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ بجٹ پر بھرپور بحث ہو سکے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! سید ناظم شاہ صاحب کی بڑی اچھی تجویز ہے لیکن ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ ہمارے پاس آگے بجٹ پاس کرنے کے لئے دن بہت کم ہیں۔ سپیکر صاحب کے ساتھ ہماری Business Advisory Committee کی جو میٹنگ ہوئی تھی جس میں اپوزیشن کے حضرات بھی تشریف لائے تھے اس میں یہی فیصلہ ہوا تھا کہ جن چار دن کا ہم نے تعین کیا ہے ان میں وقت بڑھا دیا جائے کیونکہ آگے ہمارے پاس process of budget کو مکمل کرنے کے لئے زیادہ دن نہیں ہیں۔ ابھی ہم جس process سے گزر رہے ہیں اس کے مطابق انشاء اللہ 28 تاریخ کو بجٹ پاس ہوگا۔ اس میں ایک تو یہ تجویز کروں گا کہ آپ دن بڑھانے کی بجائے وقت بڑھالیں۔ دوسری یہ تجویز ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہ لئے جائیں۔ اگر آپ آج کی کارروائی کو دیکھیں تو اس میں آدھے سے زیادہ وقت پوائنٹ آف آرڈر پر لگا ہوگا۔ اس کے لئے معزز ممبران سے بھی درخواست ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر بجٹ سے متعلق نہ ہوں وہ نہ اٹھائے جائیں۔ آگے انشاء اللہ وقت ملے گا اور آپ ان معاملات پر بات کر سکیں گے۔ فی الوقت غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر کو allow نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اپوزیشن نے اس پورے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ announce کیا ہوا ہے۔ آپ کی کوشش کے باوجود بھی وہ اس House کی کارروائی میں حصہ نہیں لے رہے۔ اپوزیشن نے cut motions دینی ہوتی ہیں۔ ان cut motions پر دو دن صرف ہوتے ہیں لیکن اس دفعہ یہ cut motions نہیں آئیں گی جس کی وجہ سے دو دن بچ جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن بھی اگر main budget کی بحث میں آ جائیں تو پھر سارے معزز دوستوں کی بجٹ تقاریر کرنے کی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ اس اسمبلی کا یہ پہلا اجلاس ہے جس کی وجہ سے ہر معزز ممبر کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنے علاقے کے مسائل یہاں پر پیش کرے۔ اگرچہ چھ مہینے پہلے اسمبلی وجود میں آتی تو پھر لوگ اپنے بہت سے مسائل حل کروا چکے ہوتے۔ ان کو حکومت کے نوٹس میں لا سکتے تھے۔ ان کو بجٹ کی development schemes میں لا

سکتے تھے۔ چونکہ ممبران ایسا نہیں کر سکے لہذا اب ان کی یہی خواہش ہے کہ وہ یہاں on the floor of the House اپنے مسائل بتادیں تاکہ وہ اپنے حلقہ کے لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔ یہی ایک بجٹ اجلاس ہے جس میں ہر آدمی ہر قسم کی بات کر سکتا ہے۔ باقی اجلاسوں میں rule and procedure کے اندر رہ کر وہ بات کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ بات ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ 28 کو ہم نے بجٹ پاس کرنا ہے۔ یہ بجٹ تیس جون تک پاس ہونا ہے۔ اگر 16 تاریخ کو بجٹ پیش ہوا ہے یقیناً ٹائم کم ہے تو اس کام کو بہتر انداز میں consume کرنے کے لئے اور اپوزیشن کے بائیکاٹ کو بھی ہم بہتر انداز سے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے لوگوں کے مسائل discuss ہوں گے اور ممبران کی خواہش بھی پوری ہو گی۔ بجٹ میں ہر ممبر کی نمائندگی ہوتی ہے۔ جس طرح سے شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک منٹ میں تو ممبر اپنا introduction کروا سکتا ہے کیونکہ ممبران کی اکثریت نئی ہے انہوں نے اپنا تعارف تو کروانا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کو بھی limit کیا جائے اس سے بھی وقت بچ سکتا ہے اور تقاریر ختم ہو سکتی ہیں۔ آخری بات میں یہ کہوں گا کہ میں نے اس ہاؤس میں یہ بھی دیکھا ہے کہ دو ٹائم اجلاس ہوئے ہیں۔ جب بجٹ پر بات کرنے کی لوگوں کو زیادہ خواہش ہوتی ہے تو دو وقت بھی اجلاس ہوتا رہا ہے تاکہ ہر آدمی اپنی بات کر سکے۔ آپ کے پاس یہ تمام option موجود ہیں اور ان کو سامنے رکھ کر آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش اور request بھی ہے کہ جتنے آدمیوں نے بجٹ میں حصہ لینا ہے ان کو اس میں participation کا موقع ضرور ملنا چاہیے۔

محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح سے وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کم سے کم بات کی جائے۔ آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کریں۔

محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے فاضل دوست سعید اکبر خان صاحب فرما رہے تھے چونکہ ہم پچھلی دفعہ قومی اسمبلی میں تھے تو وہاں پر سپیکر صاحب نے جو advisory committee بنائی ہوئی تھی اس کا میں بھی ممبر تھا۔ جناب قومی اسمبلی میں بجٹ کے موقع پر ہمیشہ دو sitting ہوتی رہی ہیں۔ صبح ساڑھے دس بجے سے رات بارہ بجے تک اجلاس ہوتا رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی timing بڑھا دیں یہ کوئی قرآن کا لفظ نہیں ہے، حدیث کا لفظ نہیں ہے

تمام لوگ یہاں پر بولنا چاہتے ہیں ہمیں کیا جلدی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اسمبلی کی sitting بڑھائی جائیں ہم بیٹھنے کے لئے بھی تیار ہیں اور جہاں تک کورم کا مسئلہ ہے یہ پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو گا۔ اپوزیشن بھی موجود نہیں ہے اور نہ ہی cut motions آئی ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے 70 دن بہت کم ہیں۔ دو دو مہینے آپ اجلاس call نہیں کریں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اسمبلی کی sittings کو بڑھائیں۔ قومی اسمبلی میں یہ طریقہ کار ہے کہ وہاں پر lunch وہ خود entertain کرواتے ہیں اور اجلاس صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر ساڑھے گیارہ بجے رات تک چلتا رہتا ہے۔ میں چونکہ وہاں بھی ممبر رہا ہوں اس لئے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کے اندر صرف یہ بات کروں گا کہ آج چونکہ جمعہ کا دن ہے۔ معزز ممبران اگر بات کرنا چاہتے ہیں خواہش ہماری بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس بجٹ پر بات کریں۔ اگر معزز اراکین چاہیں تو جمعہ کی break کے بعد اس اجلاس کو دوبارہ continue کر سکتے ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ وقفہ کچھ زیادہ لمبا ہے تو کل ہفتے کا پورا دن utilize کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں آج تو سب کو اطلاع بھی نہیں ہے اس لئے کل ہم سارا دن اجلاس چلائیں گے اور اس کے متعلق ہم باقاعدہ طور پر بھی آپ کو بتا دیں گے۔ معزز رکن سے اب میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جب کل سارا دن اجلاس ہو گا تو کیا پھر lunch آپ کی طرف سے ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات چیمبر میں بیٹھ کر ہو جائے گی اور کل کے بارے میں ساری modalities طے کر لیں گے۔ وزیر خزانہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ دو بجے کے بعد بھی اجلاس بلایا جائے۔ importance ہی کی بات ہے اگر آپ دیکھیں کہ کل کورم point out ہوا اور یہاں پر ممبرز نہیں تھے۔ ممبران کو interest لینا چاہیے اور بعض ایسے فاضل ممبر ہیں جو جیسے ہی اپنی تقریر کرتے ہیں تو وہ چلے جاتے ہیں۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں میری اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بھی discussion ہوئی ہے ہم دوسرے اجلاس کے لئے بھی تیار ہیں

اور اتوار کو اجلاس کرنے کے لئے بھی تیار ہیں ہمارے پاس کافی options ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ہمارے جو فاضل ممبران ہیں وہ اس میں اپنا show interest کریں۔ جیسے آج صبح کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ممبران کا interest ہو تو ان کو 9 بجے تک آ جانا چاہیے۔ جناب 9 بجے کا ٹائم ہے اور لوگ دس گیارہ بجے آ رہے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے interest ہو گا تو تب ہی بات بنے گی۔ لیکن گورنمنٹ مسائل سننے کے لئے تیار ہے اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس بات کو اب یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ آج بیٹھ کر اس پر بات کر لیں گے اور کل کا پورا شیڈول دے دیں گے۔ پھر آپ سے بھی میری یہی گزارش ہو گی کہ آپ بھرپور interest لیں اور پورا دن یہاں پر موجود رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بات ہو سکے اور input آ سکے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں تاکہ میں معزز رکن کو ٹائم دے سکوں۔ سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے لوگ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر پوری پوری تقریر کر لیتے ہیں اور پھر اپنے ٹائم کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ ہمیں ٹائم ملے گا۔ اب شاہ صاحب ہیں انہوں نے بھی اپنی پوری تقریر کر لی ہے، نوانی صاحب ہیں انہوں نے بھی پوری تقریر کر لی ہے۔ ہم جو ممبران ہیں کل بھی نام دے کر بیٹھے رہے لیکن ہمیں ٹائم نہیں ملا آج پھر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ٹائم نہیں مل رہا۔ ہر پانچ منٹ کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتے ہیں اور پورے اپنے مسائل بتا کر تقریر کر لیتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں اس طرح تو جناب نہیں چلے گا۔ آپ ایک دن ان کے لئے بھی مختص کر دیں اور اس کے بعد ہمارے لئے کوئی ٹائم رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان پر پابندی لگا دیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بزرگ پارلیمنٹیرین ہیں آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ chair کی طرف سے ایک بات ہو چکی ہے اور میں نے floor کسی اور رکن کو دے دیا ہے تو ہاؤس کی proceeding کو آگے چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں اور جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی فرما کر سپیکر کی بات سن لیا کریں۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ممبران کے interest کا یہ حال ہے کہ آج اجلاس کا وقت صبح نو بجے کا تھا اور ہمیں ہاؤس کی proceeding دس بج کر بیس منٹ پر شروع کرنی پڑی ہے

کیونکہ معزز اراکین یہاں پر پہنچے نہیں تھے۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو ایوان کی کارروائی کو وقت پر شروع کروائیں تاکہ سب کو ٹائم ملے اور اب میری آپ سے دوبارہ آخری بار گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور آپ اپنی بات کریں۔

جناب افتخار علی کھتران المعروف بابر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ جو Indus river کی وجہ سے پورے ریجن میں پیدا ہو رہا ہے۔ میانوالی، بھکر، لیہ اور آگے رحیم یار خان تک دریا کے کٹاؤ کا مسئلہ ہے۔ Indus river کا مسلسل راستہ تبدیل ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی لاکھوں ایکڑ اراضی دریا برد ہو جاتی ہے اور وہاں کے انسان کسی کھاتے میں نہیں رہتے۔ اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو channelize کریں یا پھر اس کا کوئی proper solution نکالیں تاکہ وہ لوگ جو دربدر ہو رہے ہیں زمین کی تباہی کی وجہ سے افلاس کا شکار ہوتے ہیں اس حوالے سے گورنمنٹ کو سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! ایک اور معاملہ جو works department سے متعلقہ ہے کہ جب تک work development کے اندر کمیشن مافیا کا خاتمہ نہیں ہو گا اس وقت تک ترقیاتی کام نہیں ہوں گے۔ جب contractors فون کر کے کہیں گے کہ ہم نے works department والے شخص کو قیمت ادا کر دی ہے اور ہمارے بل پاس نہیں کر رہا۔ آپ خود سوچیں کہ اس سے کیا تصور پیدا ہوتا ہے بجائے اس کے کہ وہ کہیں کہ ہمارا quality of work ٹھیک ہے اور انہیں ہماری payment کرنی چاہیے۔ یہاں تصور یہ ہے کہ وہ آفیسرز کو جب pay کرتے ہیں تو ان کے بل ادا ہوتے ہیں۔ عوام کا ایسا سرمایہ جو development سے متعلق آفیسر کے کمیشن کے بعد عوام کو deliver ہو تو لوگوں میں اس کا کیا تاثر ہو گا اور ہمارے پاس کیا اخلاقی جواز ہو گا۔

جناب سپیکر! آخر میں water filtration plant کے حوالے سے بات کروں گا کہ بغیر کسی معقول وجہ کے یہ دیکھے بغیر کہ اس چیز کی یہاں ضرورت ہے یا نہیں لیہ اور اس قسم کے دوسرے علاقوں میں arsenic problem ہے اور وہاں پر بھی filtration plant لگائے گئے جن کی کوئی افادیت نہیں۔ جو پلانٹ وہاں پر لگائے گئے ہیں وہ arsenic کو کنٹرول نہیں کرتے اس لئے اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ جن لوگوں نے وہاں پر filtration plant کی اجازت دی اور یہ دیکھے بغیر کہ وہاں پر مسائل کیا ہیں، پانی کا مسئلہ کیا ہے اور قوم کا قیمتی سرمایہ برباد کر دیا۔

اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ rationalization ہونی چاہیے۔ سب سے آخر میں سپیکر صاحب میں یہی کہنا چاہوں گا کہ جہاں پر ناانصافی ہو گی تو دو بھائی بھی اکٹھے نہیں بیٹھیں گے اور جہاں پر انصاف ہو گا تو سارا زمانہ ایک نکتے پر اکٹھا ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

DR. AMNA BUTTAR: Mr. Speaker thank you very much for giving me the opportunity to speak regarding the Budget before I start my discussion on the budget I want to pay tribute to my leader Mohterma Banazir Bhutto Shaheed because without her efforts and sacrifice, dedication, and wisdom none of us would be here today. I also want to pay tribute to Quaid-e-Awam Zulfiqar Ali Bhutto Shaheed as, it is his vision and his sacrifices that are keeping Pakistan safe and keeping Pakistan where Pakistan is today. I Mr. Speaker through you, before I congratulate Finance Minister, I want to congratulate the Leaders of two major parties in Pakistan Co-Chairman Asif Ali Zardari of Pakistan Peoples Party and Mr. Nawaz Sharif of P.M.L (N). I also want to congratulate Chief Minister Mr. Shahbaz Sharif. My highest commendations and heartiest congratulations to Finance Minister Mr. Tanvir Ashraf Kaira in his…

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! محترمہ انگلش میں تقریر کر رہی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ نہیں کر سکتی ہیں۔ وہ کر سکتی ہیں لیکن پہلے ہاؤس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! دوسرے لوگوں نے بھی انگلش میں تقریر کی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں جب میں نے عربی میں تقریر کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ اس ہاؤس میں صرف اردو میں ہی بول سکتے ہیں۔ اگر آج انہیں انگلش میں تقریر کرنے کی اجازت ہے تو پھر میں اپنی بجٹ تقریر عربی میں کروں گا۔ مجھے بھی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس وقت بھی آپ سے فرمایا تھا کہ یہاں پر ہمارے پاس عربی رپورٹرز نہیں ہیں اور جس طرح point out کیا گیا ہے اگر سپیکر اجازت دے دے تو انگلش میں تقریر ہو

سکتی ہے۔ جب انہوں نے startکیا ہے تو انہیں پوری اجازت ہے کہ وہ اپنی تقریر کر لیں۔ پلیز آپ اس کو آگے چلنے دیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

DR. AMNA BUTTAR. Mr. Speaker I officially ask your permission to speak in English.

MR. SPEAKER: Go ahead.

DR. AMNA BUTTAR: Thank you. My highest commendations and heartiest congratulations to Finance Minister Mr. Tanvir Ashraf Kaira for preparing and presenting this budget that is a glorious and stupendous budget and this is a budget that is a historic budget and in the history of Punjab this is a most balanced and complete budget. This is a budget that bridges the gap between "haves" and "have: nots". This is budget that is poor friendly and gender sensitive and provides short term subsidy of 17 billion rupees to poor and oppressed, and also provides long term development projects especially to the poor families and especially this budget is important because it has come at a time when for past 8 years the poor people of Punjab have been suppressed and oppressed by the hegemony of dictatorship and sham democracy. This is a budget that is a silver lining at the end of the darkest clouds in the history of Punjab. For past 8 years we have been suffering and now there is a ray of hope and also this budget is unique because this is a budget that is presented by a coalition Government. It gives us hope that this budget coalition which a micro-cosm of the coalition Government; we can serve together and work together and make it possible and Insha-Allah with this budget we will have a prosperous Punjab and we will have progress. There are many points of this budget that I want to highlight but my esteemed colleagues have already highlighted most of them. I will focus on few departments that I am interested in and I will first highlight the points of budget and then give some humble suggestions for those departments. As a Medical Doctor, I have practiced for many years in America and have started three different healthcare programmes in three different states in America and also was serving as an Advisor to Secretary of Health in the United States of America. I know a little bit about healthcare management. In healthcare, I want to say that this is very commendable that the budget has been increased for health department, and also the most commendable

part of this is that it gives attention to poor; providing free medications to poor is going to give great relief for poor.

آج کل امیر تو ہر جگہ اپنا علاج کرا سکتے ہیں۔ امیر تو ملک سے باہر بھی جا کر اپنا علاج کرا سکتے ہیں مگر غریب اور مڈل کلاس کے لوگوں کے لئے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اپنے آپ کو گروی رکھنا پڑتا ہے اور ساری عمر اس قرض کی لعنت سے نکلنے کے لئے گزر جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ممبرز official gallery میں نہیں بیٹھ سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہاں سے اٹھ کر باہر آ جائیں آپ یہاں پر نہیں بیٹھ سکتے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! اسی کی continuation میں دوسری بات یہ ہے کہ اتنے سارے پوائنٹ آف آرڈر جو آ رہے ہیں ان مسائل کا حل یہ ہے کہ پچھلی اسمبلی میں سپیکر صاحب نے Rules of Business Amendment Committee بنائی تھی۔ اس کی recommendation آئی تھی۔ اس میں hour question کتنے سوال ہوں گے، supplementary کتنے ہیں، اس کے علاوہ دوسری تمام کلاز کو detail سے دیکھا گیا تھا اور اس کی recommendations بھی آ چکی ہیں اور وہ کافی سینئر پارلیمنٹیرینز تھے جنہوں نے یہ کیا تھا۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے سیکرٹری اسمبلی صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ recommendations آپ کو دیں تاکہ آپ اس کو implement کرائیں اور یہ تمام مسائل ختم ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

DR. AMNA BUTTAR: The main part of this healthcare expenditure is to provide relief to poor people. It will be giving the emergency services to all districts and this is highly commendable. I want to point out the biggest problem that we are facing the plague of hepatitis B+C.

میرے esteemed colleagues نے پہلے کہا ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی گندے پانی کے استعمال سے ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے۔ گندے پانی کے استعمال سے ہیپاٹائٹس اے ہو سکتا ہے، ہیپاٹائٹس بی اور سی نہیں ہوتا۔ ہیپاٹائٹس بی اور سی صرف اور صرف majority of the time dentist, Doctor's office and hospitals سے ہوتا ہے جہاں پر sterilization کی techniques نہیں use کی جاتیں۔ پاکستان میں ایک عام شخص at least nine to ten injections per year from the G.P's office لیتا ہے وہاں پر گندی سرنجز استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ مسیحا جنہیں ہمارے لئے cure لانا چاہیے اور وہی ہمارے لئے angels of death بنتے ہیں۔

Hepatitis B & C are preventable and completely curable diseases and yet in this country the people are getting hepatitis B and C from the doctor's office dentist's office, and hospitals and it is very sad event. We must do all we can prevent this disease.... ہمیں ان dentists, Doctor's office and hospitals کا ایک complete crack down کرنا چاہیے جہاں پر sterilization techniques استعمال نہیں ہو رہیں۔ ہمیں ہسپتالوں میں infection control کی طرف دیکھنا چاہیے۔ پرائیویٹ اور گورنمنٹ ہسپتالوں میں infection control کا کوئی mechanism نہیں ہے۔ آپ ایک minor procedure کروانے کے لئے جاتے ہیں اور آپ کو infection ہو جاتی ہے اور پھر اس کی complications ہوتی ہیں اور پھر آپ کو ان کی وجہ سے problems ہوتے ہیں۔ اس لئے Health sector must

look at infection controlاس وقت ہسپتالوں میں ایک اور بہت بڑاproblem ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں میں

Personally I have experience of emergency room in two or three different hospitals

from the behaviors of میں بہت زیادہshock ہوئی ہوں اور پریشان ہوئی ہوں doctorsیہ مسیحا، یہ لوگ جن کوkindness کا attitude لے کر غریبوں کی طرف جانا چاہیے کیونکہ یہی لوگ جب پرائیویٹ ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں تو ان کے attitude میں فرق ہوتا ہے۔ میں خود ڈاکٹر ہوں اور میں ڈاکٹروں کو professionalism کی training دیتی ہوں۔ میں بہت زیادہ shock ہوئی ہوں کہ انہی ڈاکٹروں کا غریبوں کے ہسپتالوں میں، گورنمنٹ کے ہسپتالوں میںattitude بہت برا ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ میڈیکل کالجوں میں ہم یہ بات لازمی کریں کہ professionalism کی trainingدی جائے۔ نرسنگ سکولوں میںprofessionalism کی trainingدی جائے اور جو ڈاکٹر practiceکرتے ہیں ان کوprofessionalism کی trainingدی جائے۔اس کے علاوہ ہسپتالوں کی regulationکا کوئیmechanism نہیں ہے۔ پرائیویٹ اور پبلک ہسپتالوں میںregulation ہونی چاہیے یہ بہت ضروری ہے۔اس کے علاوہ ہسپتالوں میں سکیورٹی فراہم ہونی چاہیے بچے اغواء ہو رہے ہیں، خواتینrapeہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک چیز بجٹ میں نظر نہیں آئی وہ mental healthکی provisionہے۔ جو لوگ دماغی امراض کے مریض ہیں ان کے لئے کوئیprovision نہیں ہے۔ ان کے لئے provision ہونی چاہیے کیونکہ وہ society کا سب سے down trodden aspectہوتے ہیں۔

Rural Healthمیں سب سے بڑا problemیہ ہے کہ آپ نے جو Rural Health Centreاور Basic Health Unitsکے لئے بجٹallocateکیا ہے مگر ڈاکٹر جاتے نہیں ہیں اور نرسیں جاتی نہیں ہیں۔آپ کو چاہیے کہ آپ انہیں incentiveدیں، higher salaryہو،residenceاور سکیورٹی کے انتظامات کئے جائیں اور speciallywomenکے لئے تاکہ وہrural areasمیں جائیں۔

جناب سپیکر! حکومت نے غریب بچوں کے لئے یہ determine کیا ہے کہ ان کو مفت تعلیم دی جائے گی۔اس میں آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جن بچوں کو آپ free professional education provide کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ مجھے بھی اپنی بات کرنے کا موقع دیا جائے جس طرح اور اراکین کو بھی موقع دیا گیا ہے کیونکہ بہت سارے مسائل ہیں جو میں کہنا چاہتی ہوں۔ یہ میرا استحقاق ہے کہ میں جو کہنا چاہ رہی ہوں مجھے وہ کہنے کا موقع دیا جائے۔آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس میں پھر اس طرح کرتے ہیں کہ آج House کا وقت ختم ہو چکا ہے اور آج جمعہ کی break بھی ہے۔اگر آپ کی کوئی بات رہ گئی ہے تو پھر آپ کل صبح اپنی بات مکمل کر لیجئے گا۔اب جمعہ کی نماز کا وقفہ کرنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ آج ہم اس کو ختم کر دیں اور آپ کل صبح میں آپ سے بجٹ پر بحث کا آغاز کروالوں گا۔ میں صرف اتنی بات ممبران کو بتانا چاہوں گا کہ ابھی ہاؤس میں جو discussion ہوئی ہے اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کل صبح 10:00 بجے کارروائی شروع ہو گی اور 2:00 بجے تک جاری رہے گی اور 2:00 بجے سے 4:00 بجے تک کھانے کا وقفہ کیا جائے گا۔ Minister Finance he was very kind انھوں نے ممبران کے کھانے کی ذمہ داری لی ہے۔ہم وقفے کے بعد دوبارہ پھر House کو convene کریں گے اور پھر جب تک ممبران چاہیں گے ہم House کو چلائیں گے۔

اب اجلاس کل بروز ہفتہ مورخہ 21۔جون 2008 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 23۔جون 2008 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں۔ بہت شکریہ